

ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
جلد 11
شمارہ 5
ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مارچ 2011ء
یا رسول اللہ فداک
شیران اسلام پاکستان
شیران اسلام نمبر
شیرانِ اسلام
کی ۱۱ سالہ
تاریخی جدوجہد
حقوقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاسبان عظیم تحریک
شہنشاہ بغداد
حضور غوث الثقلین
محبتوں اور جرتوں کا قافلہ رواں دواں

فہرست

نعتِ سرورِ کائنات ﷺ

ذات نری رحمت ہی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم
نام نرا راحت ہی راحت صلی اللہ علیہ وسلم
شوق ہے یا عزت ہی عزت صلی اللہ علیہ وسلم
یاد ہے یا جنت ہی جنت صلی اللہ علیہ وسلم
ہر سو کالی کملی والا ، فرش پہ چرچا عرش پہ شہرہ
ذکر ہے یا رفعت ہی رفعت صلی اللہ علیہ وسلم
حکم نبی انصاف و مروت ، شرع نبی دستور محبت
دین نبی برکت ہی برکت صلی اللہ علیہ وسلم
کس نے بشر سے شر کو نکالا ، کس نے اسے انسان بنایا
کس کا پیام الفت ہی الفت صلی اللہ علیہ وسلم
ان کی رفعت کو کیا جانے ، ان کی عظمت کو کیا سمجھے
عقل کہ ہے حیرت ہی حیرت صلی اللہ علیہ وسلم
ان کا کرم ہے بحرِ فراواں ، ان کی عطا ہے ابرِ بہاراں
ان کے تو ہے کثرت ہی کثرت صلی اللہ علیہ وسلم
حسن ہے ان کا حاصلِ امکاں ،عشق ہے ان کا محورِ ایماں
ورد ان کا صحت ہی صحت صلی اللہ علیہ وسلم
ان کے گدا بن کر تو ابھرو ، ان سے وفا کر کے تو دیکھو
زیرِ قدم دولت ہی دولت صلی اللہ علیہ وسلم
نقشِ لاثانی کو دیکھا تو آسی یہ نکتہ سمجھا
آلِ نبی شفقت ہی شفقت صلی اللہ علیہ وسلم

﴿...... پروفیسر محمد حسین آسی ......﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-٦٣

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمة الحقیقه　　　اداریه

''شیران اسلام'' کی 11 سالہ تاریخی جدوجہد

مرکزی امیر شیران اسلام کے قلم سے

حیات وکائنات کے خالق اور ''کن'' سے کائنات تخلیق کرنے والے رب تعالیٰ کے خصوصی فضل اور محبوب خدا، حسن کائنات، محسن انسانیت حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ لطف وکرم پر بھروسہ کرتے ہوئے 11 اکتوبر 2000ء کے تاریخی دن، دعا، وفا اور عطا کے پیکر مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسیؒ کی برکتوں بھری قیادت وسیادت میں ''شیران اسلام'' کی بنیاد رکھی گئی۔ نئے عزم سے بنیاد سحر رکھنے کے عزم وارادے کے ساتھ قائم ہونے والی انقلابی تحریک ''شیران اسلام'' کی تشکیل کے عمل میں چونکہ اخلاص اور صداقت کا جذبہ کارفرما تھا اس لیے اس تنظیم نے گزشتہ گیارہ سالوں کے دوران اپنی شاندار اور تاریخ ساز کارکردگی کی بنیاد پر ملک بھر کے دینی طبقوں کی توجہ حاصل کرلی ہے۔ اس تنظیم کا گیارہ سالہ سفر کامیابیوں، کامرانیوں اور معرکہ آرائیوں سے سجا ہوا ہے۔ ''شیران اسلام'' محض ایک تنظیم نہیں بلکہ ایک تحریک ہے، فروغ عشق رسول کی تحریک...... ایک مشن ہے، نظریہ پاکستان کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کا مشن...... ایک جہاد ہے، بدعقیدگی، لادینیت، جہالت اور سماجی برائیوں کے خلاف جہاد...... ایک ایمانی جدوجہد ہے، قادیانی فتنے کی سرکوبی کی جدوجہد...... ایک عہد ہے، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا عہد...... ایک تگ وتاز ہے، اولیاء کرام کے افکار ونظریات کو اپنانے اور پھیلانے کی تگ وتاز...... ''شیران اسلام'' روشن ضمیروں کا قافلہ ہے...... ''شیران اسلام'' حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کی مدتوں کی سوچ کا حاصل اور ریاضتوں کا ثمر ہے...... ''شیران اسلام'' کی بنیادوں میں حضور مفکر اسلامؒ کی آہ سحرگاہی اور سوز نیم شبی شامل ہے...... ''شیران اسلام'' نبی پاک ﷺ کے نام پر جانیں قربان کرنے کا جذبہ رکھنے والے سچے غلامان رسول کا کاروان ہے...... ''شیران اسلام'' فکر نقش لاثانیؒ کے پرچم برداروں کا لشکر ہے...... ''شیران اسلام'' اہل حق کا ہراول دستہ ہے...... ''شیران اسلام'' تعلیم، تربیت اور اصلاح کا مضبوط مورچہ ہے...... ''شیران اسلام'' اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کے خلاف ڈھال ہے...... ''شیران اسلام'' جہاد کے نام پر فساد کرنے والوں کے خلاف ننگی تلوار کا نام ہے...... اہل سنت اہل جنت کی

عظمت رفتہ کی بحالی کے دیرینہ خوابوں کو تعبیر آشنا کرنے کے لیے سرگرم عمل "شیران اسلام" اپنے فعال اور متحرک کردار کے ذریعے اپنے مسلک کی بڑی تنظیموں اور شخصیات کی غفلتوں کا کفارہ ادا کر رہی ہے...... "شیران اسلام" کے بانی حضور مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسیؒ جدید علوم کے قدیم انسان تھے۔ وہ خیر اور خوشبو کے نمائندے تھے...... وہ روشنی سے ملتے جلتے انسان تھے...... وہ محبت و مروت کے پیکر تھے...... وہ سادگی اور شرافت کا مجسمہ تھے...... انہوں نے زندگی بھر اپنے آپ کو در مرشد کا دیوانہ بنائے رکھا۔ حضور مفکر اسلام کی دل آویز شخصیت ہی کا اعجاز تھا کہ ان کی قائم کردہ تنظیم "شیران اسلام" کے مخلص اور جنوں شعار کارکنوں نے اپنے جواں حوصلوں، پاکیزہ جذبات اور نیک ارادوں سے اہل سنت کی عزت و وقار میں اضافہ کیا ہے۔ شیران اسلام کے عہدیداران اور کارکنان نام نہیں کام پر یقین رکھتے ہیں اور دعوؤں نہیں عمل کے عادی ہیں۔ "شیران اسلام" کی فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے جرأت مندانہ جدوجہد تاریخ کا روشن باب ہے۔ "شیران اسلام" نے اپنی خلوص بھری تگ و تاز سے اہل سنت کو دائمی صداقتوں کا وقار بخشا ہے...... اس تنظیم کے وابستگان سیاست کاروں کے لیے زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے نہیں لگاتے بلکہ ان کی زبانوں پر "یارسول اللہ ﷺ" کی دل نواز صدا گونجی رہتی ہے۔ اس عہد ساز تنظیم کے ہر کارکن کی محراب دل کا قبلہ گنبد خضریٰ ہے۔ اس تنظیم کے ہر کارکن کی آنکھ کی تسکین خار مدینہ ہے۔ گیارہ سالہ جدوجہد کا قابل فخر اثاثہ رکھنے والی تنظیم "شیران اسلام" کا سفر روشنی کا سفر ہے...... شعور کا سفر ہے...... سچائی کا سفر ہے...... خلوص کا سفر ہے......

میں "شیران اسلام" کے **11** ویں یوم تشکیل کے موقع پر جذبوں، ولولوں، ارادوں اور خوابوں سے لبالب بھرے ہوئے اپنے کارکنان و عہدیداران کو دل، دماغ اور روح کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے اپیل کرتا ہوں کہ نئے عزم کے ساتھ حضور مفکر اسلامؒ کے مشن کو تیز تر کرنے کا تجدید عہد کریں اور جو ساتھی بھیڑ میں کھو گئے ہیں، انہیں تلاش کریں...... جو ذات میں گم ہو گئے ہیں، انہیں حصار ذات سے باہر نکالیں...... جو روٹھ گئے ہیں، انہیں منائیں...... جو بیٹھ گئے ہیں انہیں کھڑا کریں کہ وہ ڈٹ جائیں...... جو رک گئے ہیں انہیں مہمیز دیں کہ وہ سوئے منزل چلیں...... جو مایوس ہو گئے ہیں انہیں امید نو اور ولولۂ تازہ دیں......

آیئے ہم "شیران اسلام" کے یوم تشکیل کے تاریخی موقع پر اپنے عظیم رہبر اور روحانی پیشوا حضور مفکر اسلامؒ کی روح کو گواہ بنا کر عہد کرتے ہیں کہ ہم آستانہ عالیہ لاثانیہ کے وفادار رہیں گے...... ہم حضور مفکر اسلامؒ کے روحانی وارث عزت مآب حضرت صاحبزادہ عطاء الحق نقشبندی کی قیادت میں متحد رہیں گے...... ہم حضور مفکر اسلامؒ کی تابندہ نشانی "مجلّہ الحقیقہ" کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنا اپنا کردار ادا کریں گے...... ہم نقش لاثانی اسلامک یونیورسٹی کی تعمیر اور تکمیل کے عمل میں اپنا حصہ ڈالیں گے اور طلباء و طالبات کے سکول سسٹم کو مزید فعال، متحرک اور منظم کرنے کے لیے اپنی اپنی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔

مجھے یقین ہے کہ دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنے کی تحریک "شیران اسلام" کے یوم تشکیل کے موقع پر شائع ہونے والے "مجلّہ الحقیقہ" کی خصوصی اشاعت سے ایک نیا ولولہ جنم لے گا۔ ایک نیا جذبہ پروان چڑھے گا اور اس خصوصی نمبر سے جہاں ہمارے شعور و آگاہی میں اضافہ ہوگا وہاں ہمارے اسپ شوق کو بھی مہمیز ملے گی...... حرف آخر یہ کہ ہم سپہ سالاری کا دعویٰ لے کر نہیں اٹھے، ہم تو صرف ایک سپاہی ہیں جو بدعقیدگی، لادینیت، جہالت، گمراہی، شر، بدی، نفرت، عداوت اور دہشت گردی کے اندھیروں سے لڑنے

کے لیے میدان میں آنکلا ہے۔ ہماری خواہش اور کوشش ہے کہ مسلمان قوم کو بے خبری، گمراہی اور بے عملی کے اندھیروں سے نکال کر شعور، ہدایت، نیکی اور خیر کے اجالوں کی طرف لے آئیں اور اس کا رشتہ اس کے دین سے، تاریخ سے اور ماضی سے جوڑ کر اسے ایک زندہ اور جیتا جاگتا وجود عطا کریں۔ ہم ایک بار پھر عہد کرتے ہیں کہ ہم زہر ہلاہل کو قند کہنے کے جرم کا ارتکاب نہیں کریں گے، ہم توڑنے کی بجائے جوڑنے کا کام کریں گے، ہم حق کے پرستار اور صداقت کے نقیب بنیں گے، ہم مصلحتوں اور مفادات کا شکار نہیں ہوں گے بلکہ ہم ملت اسلامیہ کے مفادات کو اپنا مفاد سمجھیں گے۔

بانی تحریک شیران اسلام، حضور مفکر اسلام

''پروفیسر محمد حسین آسی کا نوجوانوں کے نام پیغام''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیئے شیران اسلام کچھ لمحات کیلئے آنکھیں بند کر کے خطۂ عرب کی قبل از اسلام حالت پر غور فرمائیں اور تصورات و خیالات کی دنیا میں ڈوب کر دیکھیں کہ جو قوم دنیا کی بدترین و بدتہذیب تھی......سب سے زیادہ مہذب و شائستہ کیسے بن گئی؟۔ جو قوم دنیا کی جاہل ترین قوم تھی......وہ قوم دنیا کی امام کیسے بن گئی؟۔ جو قوم شراب کی رسیا تھی......وہ پاکباز و پاکدامن کیسے بنی؟ جو قوم خون ریزی و جنگ و جدل کی عادی تھی......باہم شیر و شکر کیسے ہوگئی...... جو قوم بھوکوں کے منہ سے نوالہ چھیننے والی تھی......اپنی جان دے کر دوسروں کو پانی کسے پلانے لگی؟ کیسے مگر کیسے؟ صرف اور صرف اس لئے کہ وہ قوم عشق رسول ﷺ کی رسی میں جکڑی گئی، محبت رسول ﷺ میں غرق ہوگئی اور احترام و مقام مصطفیٰ ﷺ کیلئے قربان ہوگئی......اور حکم مصطفیٰ کریم ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے لگی، آیئے اسی روایت کو زندہ کرنے کیلئے، اسی یاد کو تازہ کرنے کیلئے، اسی صحرا کو سیراب کرنے کیلئے، اسی ویرانے کو سرسبز و شاداب کرنے کیلئے، فروغ عشق رسول ﷺ کیلئے اٹھ کھڑے ہوں اور گلی گلی، کوچہ کوچہ، قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، شہر شہر فروغ عشق رسول ﷺ کا پیغام پہنچانے کیلئے سرگرم عمل ہو جائیں۔ آیئے شیران اسلام! باطل کا عفریت اپنی پوری طاقت کے ساتھ میدان میں گھوم اور جھوم رہا ہے اب حجروں، مدرسوں اور خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کرنے کا وقت آ پہنچا ہے......اس وقت باطل کا راستہ روکنا اور شیطان کا ٹوکنا علماء و مشائخ سمیت آپ کا بڑا فرض ہے اور فرض بھی ایک قرض ہوتا ہے جو لمحہ بہ لمحہ اتارتے رہنا چاہئے۔ کل اسلام نے شرک کا منہ توڑا تھا، اب اخلاف کی باری ہے۔ لہٰذا

جاگو شیران اسلام، اٹھو شیران اسلام

شیرانِ اسلام میری نظر میں

نازشِ اہلِ ولایت، مخدومِ اہلِ طریقت حضرت پیر سید کرامت علی حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی (زیب سجادہ دربار شہنشاہ لاثانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہماری معلومات کے مطابق اس تحریک کا آغاز جناب پروفیسر محمد حسین آسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۰۰۰ء میں کیا اور اس کی بنیاد نظریہ پاکستان کے تحفظ، قادیانیت کی سرکوبی، اتحاد اہلسنّت، مزارات اولیاء کے دفاع، وطن عزیز میں نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ اور ناموس رسالت ﷺ کیلئے رکھی گئی۔ اس وقت بحمدہ تعالیٰ ملک پاکستان کی مختلف یونیورسٹیز میں اہلسنّت کی نمائندگی شیران اسلام کر رہی ہے ان میں اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد، بحریہ یونیورسٹی اسلام آباد، وفاقی اردو یونیورسٹی اسلام آباد، اور بارانی یونیورسٹی راولپنڈی قابل ذکر ہیں۔ عرصہ دراز سے دیکھا گیا ہے کہ اہلسنّت و جماعت کا کام علوم عصریہ میں بڑے محدود پیمانے پر ہے لیکن الحمدللہ اب دیگر سنی تنظیمات کی طرح شیران اسلام نے بھی پاکستان کے تعلیمی اداروں میں پرامن رہ کر اپنا اثر و رسوخ قائم کرنا شروع کر دیا ہے۔ کبھی پاکستان بچاؤ روڈ کاروان، کبھی قومی یکجہتی کاروان، کبھی ہر دو عنوانات سے سیمینار کا انعقاد کر کے اہلسنّت کے پڑھے لکھے طبقات میں ہلچل مچادی ہے۔ کرنٹ ایشوز پر شیران اسلام کا کام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔

ہماری معلومات کہ مطابق اس وقت ملک کے بڑے بڑے شہروں میں دروس قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ جن میں اسلام آباد، لاہور، سیالکوٹ، بہاولپور قابل ذکر ہیں۔

اس وقت اس تحریک کی سرپرستی حضرت آسی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مشن کے وارث اور انکے جانشین صاحبزادہ محمد عطاء الحق نقشبندی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کو بزرگان علی پور شریف کے تصدق سے سرخروئی عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز بالخیر عطا فرمائے آمین۔

چند تجاویز:

(۱) تحریک کے ساتھ وابستہ ہونے والوں کی سب سے پہلے عقیدہ کے اعتبار سے اصلاح کی جائے یعنی اہلسنّت و جماعت کے معتقدات پر اطلاع دی جائے۔ اصول دین سے آگاہ کیا جائے مثلاً سرکار دو عالم ﷺ کی تعظیم عین ایمان ہے۔ اب اس پر کوئی شک وشبہ بھی بندے کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اسی طرح افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ آگے چل کے صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آپس کے وہ اختلافات جن کو جاہل اور بے دین لوگ لڑائی جھگڑے سے تعبیر

کرتے ہیں۔ایسے مسائل پر اطلاع پانے کے بعد کسی بھی شخص کو ممبر شپ دی جاسکتی ہے۔

(۲) کسی بھی ایسے فرد کو اپنی جماعت میں شامل نہ کیا جائے جو اہلسنت وجماعت کے علماء کرام کی نظر میں مشکوک ہو۔

(۳) نوجوانوں کو صلوٰت مکتوبہ باجماعت ادا کرنے کا پابند کیا جائے تا کہ قول وفعل میں تضاد لازم نہ آئے۔

(۴) انگریزی کلچر ختم کر کے سنی کلچر عام کیا جائے۔

(۵) تحریک سے وابستہ حضرات اپنا حلیہ سنت کے مطابق بنائیں۔

(۶) سنت کو رواج دینے اور بدعت کو ختم کرنے کیلئے تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں۔

(۷) مدارس دینیہ قائم کیے جائیں جن میں علوم عصریہ کیساتھ ساتھ علوم قدیمیہ (درس نظامی) کی طرف خاص توجہ دی جائے اور علم دین حاصل کرنے والے طلباء کو وظائف دیے جائیں۔

(۸) درس قرآن میں مندرجہ ذیل اصول کو خاص طور پر موضوع بحث بنایا جائے۔

(ا) اسلام کیساتھ محبت اور اسلام کے دشمنوں کیساتھ بغض وعداوت اور بیزاری کا باقاعدہ اور برملا اظہار کیا جائے۔

(۲) معمولات صوفیاء کرام کو باقاعدہ بیان کیا جائے۔

(۳) نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نکاح، طلاق، بیع وشراء، حدزنا، حدقذف، جھوٹ، چغلی، غیبت وغیرہ کے نقصانات اور بچنے کا طریقہ، تقویٰ، فضیلت علم دین، حقوق زوجین، حقوق والدین، حقوق اولاد، حقوق العباد، حقوق اللہ، تصوف وطریقت عقائد اہلسنت کو ترتیب وتفصیل کیساتھ بیان کیا جائے۔

فرق باطلہ کا رد کتاب وسنت کی روشنی میں کیا جائے۔

نوٹ: احقاق حق اور ابطال باطل کی پالیسی عام کی جائے۔

فقط

سید کرامت علی حسین

شاہ لاثانی اسلامک یونیورسٹی ۱۴۳۲ھ

علی پور سیداں شریف نارووال

۲۵ ربیع الاول، یکم مارچ 2011

شہنشاہ بغداد حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

محقق دوراں حافظ محمد نصر اللہ آسوی (مدینہ شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ﴾

(سورۃ التوبہ آیت (۱۱۹) پارہ-۱۱-رکوع-۳)

معلوم ہوا کہ جس فرقہ میں اولیاء اللہ ہیں وہی برحق ہے کہ یہ صادقین کا فرقہ ہے- اس ہی شاخ میں پھل پھول لگتے ہیں جس کا تعلق جڑ سے قائم ہو، وہ فرقہ اہل سنت جماعت ہے۔ دیکھو بنی اسرائیل میں ہزار ہا اولیاء اللہ پیدا ہوئے مگر جب سے اُن کا دین منسوخ ہوا ولایت بند ہوگئی لہٰذا ہمیشہ سچوں کے ساتھ رہو اور اس فرقے میں رہو جس میں سچے لوگ ہیں (تفسیر نور العرفان ۳۲۷)

اسم شریف: سید عبد القادر رضی اللہ عنہ، کنیت ابو محمد۔ القاب: محی الدین، محبوب سبحانی، غوث اعظم، غوث الثقلین، پیر دستگیر۔

ولادت باسعادت: ۴۷۰ھ کو قصبہ جیلان نزد بغداد شریف، تاریخ وصال: ۱۱ ربیع الاخر ۵۶۱ھ۔ عمر شریف: اکانوے سال۔ سلسلہ نسب: والد ماجد کی طرف سے سبط رسول حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کی طرف سے سبط رسول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

والد ماجد کی طرف سلسلہ نسب یوں ہے: سید عبد القادر بن ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سید عبد اللہ بن سید یحیٰ بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبد اللہ بن سید موسیٰ جون بن سید عبد اللہ محض بن سید امام حسن مثنیٰ بن سید امام حسن بن سید علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم

والدہ ماجدہ کی طرف سلسلہ نسب یوں ہے: سید عبد القادر بن امۃ الجبار بنت سید عبد اللہ صومعی بن سید محمد بن سید جواد بن سید علی رضا بن سید موسیٰ کاظم بن سید جعفر صادق بن سید محمد باقر بن سید زین العابدین بن سید

امام حسین بن سید علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

خاندان: آپ کا خاندان اولیاء اللہ کا گھرانہ تھا۔ آپ کے نانا جان، دادا جان، والد ماجد، والدہ محترمہ، پھوپھی جان، بھائی اور صاحبزادگان سب اولیاء الرحمٰن تھے۔ اور صاحب کرامات ظاہرہ و باہرہ اور مالک مقامات علیا تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے خاندان کو اشراف کا خاندان کہتے تھے۔

آپ کے والدِ محترم حضرت ابو صالح سید موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ آپ جیلان شریف کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ آپ کے لقب ,,جنگی دوست،، کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ خالصاً للہ، نفس کشی اور ریاضت شرعی میں فرد واحد تھے۔ نیکی کے کاموں کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کے لئے مرد دلیر تھے۔ اس معاملہ میں اپنی جان تک کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ آپ کا ایک واقعہ منقول ہے ملاحظہ فرمائیں۔ ایک دن آپ جامع مسجد کو جا رہے تھے کہ خلیفہ وقت کے چند ملازم شراب کے مٹکے نہایت ہی احتیاط سے سروں پر اٹھائے جا رہے تھے۔ آپ نے جب ان کی طرف دیکھا تو غصہ سے ان مٹکوں کو توڑ دیا۔ آپ کے تقدس اور بزرگی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جراءت نہ ہوئی۔ خلیفہ کے سامنے انہوں نے واقعہ کا اظہار کیا اور آپ کے خلاف خلیفہ کو ابھارا۔ خلیفہ نے کہا سید موسیٰ کو فوراً میرے دربار میں پیش کرو۔ آپ دربار میں تشریف لائے۔ خلیفہ اس وقت غیظ و غضب سے کرسی پر بیٹھا تھا۔ للکار کر کہتا ہے آپ کون تھے جنہوں نے میرے ملازمین کی محنت کو رائیگاں کر دیا۔ آپ نے فرمایا: میں محتسب ہوں میں نے اپنا فرض منصبی ادا

کیا ہے۔خلیفہ: آپ کس کے حکم سے محتسب مقرر کیے گئے ہیں۔؟آپ نے فرمایا: جس کے حکم سے تم حکومت کر رہے ہو۔آپ کے اس ارشاد پر خلیفہ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ سر بزانو ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر عرض کرتا ہے۔حضور والا! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بڑھ کر مٹکوں کو توڑنے میں حکمت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارے حال پر شفقت کرتے ہوئے نیز تجھ کو دنیا اور آخرت کی رسوائی اور ذلت سے بچانے کی خاطر۔ خلیفہ پر آپ کی اس حکیمانہ گفتگو کا بہت اثر ہوا اور متاثر ہو کر آپ کی خدمت اقدس میں عرض گذار ہوا۔عالی جاہ آپ میری طرف سے بھی محتسب کے عہدے پر مامور ہیں۔آپ نے فرمایا: جب میں مامور عن الحق ہوں تو پھر مجھے مامور عن الخلق ہونے کی کیا پروا ہے۔اس دن سے آپ جنگی دوست کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کرامت: آپ حضور سیدنا غوث اعظم کی پھوپھی جان تھیں۔آپ بہت بڑی عابدہ، زاہدہ اور عارفہ تھیں۔ایک دفعہ جیلان میں خشک سالی کا قحط پڑا۔لوگوں نے ہر چند دعائیں مانگیں۔نماز استسقاء بھی ادا کی مگر بارش نہ ہوئی۔آخر کار لوگوں نے آپ کی پھوپھی جان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ کریم بارش نازل کرے۔تو آپ نے اپنے گھر کے صحن میں جھاڑو دیا اور بارگاہِ رب العالمین میں عرض کیا کہ یاالٰہی میں نے زمین کو صاف کر دیا ہے۔تو اس پر چھڑکاؤ کر دے۔آپ کے یہ عرض کرنے کی دیر تھی کہ آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور لوگ بارش میں بھیگے ہوئے اپنے گھروں کو واپس گئے (بہجۃ الاسرار۔۸۹)

حضرت ابوصالح سید موسیٰ کا تقویٰ وطہارت: آپ کے والد ماجد حضرت ابوصالح سید موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ شب زندہ دار عابد وزاہد اور متقی پرہیزگار تھے ہمہ وقت ذکر واذکار میں مشغول رہتے تھے۔ایک روز لبِ دریا ذکر الٰہی میں مستغرق تھے اور شدت بھوک کا بھی غلبہ تھا، معاً دیکھا کہ ایک سیب دریا کی لہروں میں بہتا آ رہا ہے۔آگے بڑھ کر اٹھایا اور عجلت میں نوشِ جان کر لیا کچھ دیر بعد خیال ہوا کہ یہ سیب نہ جانے کس کا تھا، بغیر اجازت کھا لیا ہے اگر اس پر آخرت میں باز پُرس ہوئی تو کیا جواب ہوگا۔سوچتے سوچتے خوفِ خدا اتنا غالب ہوا کہ سیب کے مالک کو تلاش کرنے چل پڑے، چلتے چلتے آخر کار ایسی جگہ پر پہنچے جہاں دریا کے کنارے ایک سیب کے باغ کی پھلدار ٹہنیاں دریا پر جھکی ہوئی تھیں۔یقین آیا کہ وہ سیب اسی باغ کا تھا۔باغ کے مالک عبداللہ صومعی کو تلاش کیا اور تمام ماجرا عرض کر کے التجا کی کہ سیب کا استعمال معاف کر دیا جائے،،انہوں نے سوچا کہ جس شخص کے تقویٰ کا یہ عالم ہے کہ دریا میں بہتے سیب کو بخشوانے کے لئے اتنا لمبا سفر کیا یہ معمولی انسان نہیں۔انہوں نے پوری سنجیدگی سے فرمایا،، برخوردار! بیشک بغیر اجازت تمہیں سیب کھانا جائز نہ تھا اور وہ سیب میرے باغ کا اور میری ملکیت تھا، اب اگر تمہاری خواہش ہے کہ میں تمہیں بغیر اجازت کھایا گیا سیب معاف کر دوں تو یہ معافی مشروط ہوگی،،حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ تو معافی کے لئے بے تاب تھے اور آخرت کی باز پرس کا خوف غالب تھا۔فوراً کہا کہ،،مجھے ہر شرط منظور ہے،،حضرت عبداللہ صومعی نے فرمایا کہ،،تمہیں کچھ عرصہ میری خدمت میں رہنا ہوگا اور میری ایک بیٹی سے نکاح کرنا ہوگا جو پاؤں سے لنگڑی، ہاتھوں سے لُنجی، کانوں سے بہری اور آنکھوں سے اندھی ہے۔،،آپ کو معافی حاصل کرنے کی اتنی دھن تھی کہ عرض کیا،،مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے،،۔

والدہ ماجدہ کا تقویٰ: اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے جب آپ نے خدمت کی شرط پوری کرنے کے بعد شادی کی شرط کی بجا آوری کے لئے ایک اپاہج ومعذور لڑکی سے عقد قبول کر لیا اور حجلہ عروسی میں داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ وہاں ایک حسین وجمیل سالم الاعضا لڑکی بیٹھی ہے۔آپ معاً اس خیال سے فوراً باہر آ گئے کہ یہ کوئی اور عورت ہے۔جب تک یہ تصدیق نہ ہو جائے کہ یہ وہی لڑکی ہے جس سے میرا نکاح ہوا ہے اس کے قریب نہ جانا چاہئے۔آپ پیچھے پلٹے ہی تھے کہ حضرت عبداللہ صومعی سے ملاقات ہو گئی۔عرض کیا،،نامعلوم یہ کون عورت ہے کہ اس میں وہ نشانیاں نہیں جو آپ نے بتائی تھیں،،۔آپ نے فرمایا وہی تمہاری بیوی ہے اور جو نشانیاں میں نے تمہیں بتائی تھیں وہ غلط نہ تھیں۔ان کی تفصیل یہ ہے کہ میں

نے جو یہ کہا تھا کہ وہ آنکھوں سے اندھی ہے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کی نظر آج تک کسی غیر محرم پر نہیں پڑی۔ لنجی اس لئے کہا تھا کہ اس کا ہاتھ کسی غیر محرم سے مس نہیں ہوا، لنگڑی اس لئے بتایا تھا کہ اس کا قدم کسی غلط کام کی طرف نہیں اٹھا، بہری اس لئے ہے کہ اس نے کبھی کوئی خلاف شرع بات نہیں سنی۔ سبحان اللہ حضرت غوث الاعظم کی والدہ ماجدہ ام الخیر فاطمہ کتنی پاکباز خاتون تھیں اور والد ماجد ابو صالح کتنے پرہیزگار تھے۔ کاش آج کل کے والدین اس مقدس جوڑے کے نقشِ قدم پر چلیں تو ان کی اولاد بھی نیک صالح ہو مگر اب تو حال یہ ہے کہ دختر نیک اختر کے

دل کے اندر چراغ انگریزی　　سر کے اندر دماغ انگریزی
چال انگریزی ڈھال انگریزی　　جسم کا ہے ہر بال انگریزی
سینے کو تانے چلی رہی زمیں　　بار عصیاں سے تھرا رہی ہے

بہو، بیٹیو، ماں، بہنو سنبھل جاؤ۔ وقت کی بے غیرت آندھی سے بچ جاؤ۔ اپنے آپ اور اپنی اولاد کو معاشرتی برائیوں سے بچالو۔ بے پردگی، بے حیائی، ٹی وی کے ڈراموں، وی سی آر، کیبل کی گندگیوں سے خود بھی بچو اور اولادوں کو بھی بچاؤ۔ آنے والی نسل اور ملک وقوم کی بہتری کے لئے بنت حاضر کو ان آلائشوں سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ دعا ہے یاالٰہی قوم کو چشمِ بصیرت دے الٰہی رحم کر ان پر انہیں نورِ ہدایت دے

گود ماں دی اے درس گاہ پہلی　　ایتھوں زندگی دا نصب العین بن دا
ایتھوں داتا، خواجہ تے فرید بن کے　　دکھی دلاں دے واسطے چین بن دا
ماں بے شرم وحیا دی ہووے پیکر　　تے فیر پتر وی غوث الثقلین بن دا
جے ماں خاتونِ جنت ہووے صابر　　تے فیر لال وی سخی حسین بن دا

شب ولادت بشارت: محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کے والد ماجد ابو صالح سید موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ نے آپ کی ولادت کی شب نبی کریم ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿یا ابا صالح اعطاك الله ابنا وهو ولي ومحبوبي ومحبوب الله تعالى وسيكون له شان في الاولياء والاقطاب كشاني بين الانبياء و الرسل۔ اے ابو صالح اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا فرزند عطا کیا ہے جو میرا دوست میرا محبوب اور اللہ کا بھی محبوب ہے اور عنقریب اس کی اولیاء اللہ اور اقطاب میں وہ شان ہوگی جو انبیاء اور مرسلین میں میری شان ہے۔ (طبقات کبریٰ ج ا ص ۱۲۶ ، بہجۃ الاسرار ص ۸۹)

غوث اعظم درمیان اولیاء　　چوں محمد درمیان انبیاء
غوث اعظم محمد کا محبوب ہے　　غوث اعظم زمانے کا سلطان ہے
غوث اعظم کی ہر جا مچی دھوم ہے　　غوث اعظم کا گھر گھر میں فیضان ہے
سارے ولیوں کی گردن جھکائی گئی　　مہر ان کے قدم کی لگائی گئی
چاہے اوتاد ہو چاہے ابدال ہو　　میرے غوث اعظم کا مدح خوان ہے

آپ کے شانہ مبارک کے درمیان سرکار دوعالم ﷺ کے قدم مبارک کا نشان تھا۔ آپ کی ولادت ماہ رمضان میں ہوئی اور پہلے ہی دن سے روزہ رکھا۔ سحری سے لے کر افطاری تک آپ والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔ (طبقات کبریٰ ج ا ص ۱۲۶ ، بہجۃ الاسرار ص ۸۹)

غوث اعظم متقی ہر آن میں　　چھوڑا ماں کا دودھ ماہِ رمضان میں
رہے پابند احکام شریعت ابتداء ہی سے　　نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوث اعظم کا

صحیح ولی کی پہچان: ولی کی علامت ایمان اور تقوی ہے بدعقیدہ اور بدعمل ولی ہرگز نہیں ہوسکتا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جنہیں دیکھ کے خدا یاد آجائے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغلی سے چلیں دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے پاک لوگوں میں عیب ڈھونڈنے والے۔ مسند احمد حدیث (۱۷۵۳۷)۔مشکوۃ کتاب الاداب حدیث ۴۸۷۱۔مراۃ شرح مشکوۃ ج ۶/۳۸۴) بعض لوگوں کے چہروں پر انوار ربانی تجلیات رحمانی ظاہر ہوتی ہیں اُن کے اعمال افعال سنت کے مطابق ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر مومنوں کے ایمان تازہ ہوجاتے ہیں

حکایت: ایک مرتبہ شہنشاہِ بغداد رضی اللہ عنہ عراق کے بے آب وگیاہ صحرا میں مصروف عبادت تھے آپ کو ایک روشنی نظر آئی جو تمام صحرا میں پھیل گئی اور وہ روشنی ایک عجیب وغریب صورت میں متشکل ہوگئی اس سے آواز آئی۔اے عبدالقادر! کیا مجھے پہچانتے ہو؟ میں وہی ہوں جس کو پانے کے لیے تم اتنی محنت مشقت کر رہے ہو یعنی تیرا اور کل کائنات کا پروردگار اللہ۔اومیری رضا کے طالب! میں نے تیرے ریاضت ومجاہدہ کو دیکھا دن کے وقت تیرے روزوں کو دیکھا اور رات تیری مناجاتوں اور سجدوں کو دیکھا اب میں تجھ سے راضی ہوں اور میری طرف سے نوید سُن لے میں نے تجھے عبادت کی تکلیف سے آزاد کردیا ہے اب میں نے تمہیں نماز معاف کردی اور وہ امور جو دوسروں کے لیے حرام تھے وہ میں نے تیرے لیے حلال کردیے۔ آپ کے دل سے آواز آئی یہ کیسے ہوسکتا ہے۔میرے نانا تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے بڑھ کر تو کوئی مقرب بارگاہ الٰہی نہیں ہوسکتا ان پر تو پانچ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد بھی فرض ہو اور میرے لیے نمازیں معاف ہوجائیں۔ ہو نہ ہو یہ سب ابلیس لعین کا فریب ہے آپ نے فوراً پڑھا ﴿اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم﴾ اس صورت کی چیخیں نکل گئیں اور دھواں کی صورت اختیار کرگئی اور آواز آئی اے عبدالقادر تجھ سے قبل اس مقام پر پہنچے ہوئے کئی افراد کو میں گمراہ کرچکا ہوں تجھے تیرا علم بچا گیا آپ نے ارشاد فرمایا: اے مردود! تو پھر باز نہیں آیا اگر علم کسی کو گمراہی سے بچا سکتا۔تو سب سے پہلے تجھے بچاتا۔ مجھے تو میرے رب کے فضل نے بچایا ہے (بہجۃ الاسرار)

پڑھی لاحول اور شیطاں کے دھوکے کو کیا غارت
علم وفضل سے وہ نور چمکا غوث اعظم کا

معلوم ہوا کہ لوگوں کو نمازیں معاف کرنے والے اسی کے چیلے ہیں اب شیطان کے ایجنٹوں کی پہچان آسان ہوگئی جب بھی کسی دو نمبر پیر کو دیکھو کہ وہ نماز کا تارک ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ نماز کی کوئی ضرورت نہیں تو وہ ہرگز پیر نہیں نہ تو اس کی بیعت کرنا جائز ہے اور نہ اسے گھر میں بلانا جائز ہے اللہ والے وہ ہوتے ہیں جو بے نمازیوں کو نمازی بنادیتے ہیں گناہگاروں کو نیک اور چوروں کو ولی بنادیتے ہیں اور جنہیں دیکھ کر ہی خدا یاد آجاتا ہے۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

اس نے چوروں کو دیکھا ولی کردیا
پر خطاؤں کو قطب جلی کردیا

غوث اعظم کی ہر نظر کیمیا
اس کا فرمان خالق کا فرمان ہے

بدعقیدہ قاتل کی سزا: حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے طویل عرصے کے بعد ہندوستان میں رونما ہونے والا ایک ایمان افروز واقعہ پڑھیے اور جھومیے۔ رنجیت سنگھ کے دورِ حکومت کا واقعہ ہے۔ایک نام نہاد مسلمان جو کرامات اولیاء کا منکر تھا شومئی قسمت سے ایک شادی شدہ خاتون ہندوانی کو دل دے بیٹھا۔ایک بار ہندو اپنی بیوی کو میکے پہنچانے کے لئے گھر سے باہر نکلا اُدھر اس بدبخت عاشق پر شہوت کا غلبہ ہوا۔چنانچہ اس نے ان کا پیچھا کیا اور ایک سنسان مقام پر اس نے دونوں کو گھیر لیا، وہ دونوں پیدل تھے اور یہ گھوڑے پر سوار تھا۔اس نے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے سواری

کی پیشکش کی مگر ہندو نے انکار کیا، وہ اصرار کرنے لگا کہ اچھا عورت ہی کو پیچھے بیٹھنے کی اجازت دے دو کہ یہ بیچاری تھک جائے گی۔ ہندو کو اس کی نیت پر شبہ ہو چلا تھا، لہذا اس نے کہا، تم ضمانت دو کہ کسی قسم کی خیانت کئے بغیر میری بیوی کو منزل پر پہنچادو گے۔ اس نے کہا کہ یہاں جنگل میں ضامن کہاں سے لاؤں؟ عورت بول اٹھی، ,,مسلمان گیارھویں والے پیر صاحب کو بہت مانتے ہیں تم انہیں کی ضمانت دے دو،، وہ اگر چہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات کا قائل نہیں تھا مگر یہ سوچ کر کہ ہاں کہہ دینے میں کیا جاتا ہے اس نے ہاں کہہ دی۔ جوں ہی عورت گھوڑے پر سوار ہوئی اس ظالم نے تلوار سے اس کے شوہر کی گردن اڑا دی اور گھوڑے کو ایڑ لگادی۔ عورت غم سے نڈھال اور سہمی ہوئی بار بار مڑ کر پیچھے دیکھے جارہی تھی۔ اس نے کہا بار بار پیچھے دیکھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، تمہارا شوہر واپس نہیں آسکتا۔ اس نے کپکپاتی آواز میں کہا، میں تو بڑے پیر صاحب کو دیکھ رہی ہوں۔ اس نے اس پر قہقہہ لگا کر کہا کہ بڑے پیر صاحب کو تو فوت ہوئے سوسال گذر چکے ہیں اب بھلا وہ کہاں سے آسکتے ہیں! اتنا کہنا تھا کہ اچانک دو بزرگ نمودار ہوئے ان میں سے ایک نے بڑھ کر تلوار سے اس بدعقیدہ عاشق کا سر اڑا دیا۔ پھر عورت کو بمع گھوڑا اس جگہ لائے جہاں وہ ہندو کٹا ہوا پڑا تھا۔ دونوں میں سے ایک بزرگ نے کٹا ہوا سر دھڑ سے ملا کر کہا ﴿ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ یعنی اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا وہ ہندو اسی وقت زندہ ہو گیا۔ وہ دونوں بزرگ غائب ہو گئے۔ یہ دونوں میاں بیوی گھوڑے پر سوار ہو کر بخیریت گھر لوٹ گئے۔ مقتول کے وارثوں نے گھوڑا پہچان کر رنجیت سنگھ کی کورٹ میں دونوں میاں بیوی پر کیس کر دیا کہ ہمارا آدمی غائب ہے اور گھوڑا ان کے پاس ہے شاید ان لوگوں نے ہمارے آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ پیشی ہوئی۔ ان میاں بیوی نے جنگل کا سارا واقعہ کہہ سنایا اور کہا کہ ان دونوں بزرگوں میں سے ایک بزرگ یہاں کے مشہور مجذوب گل محمد شاہ صاحب کے ہم شکل تھے۔ چنانچہ ان مجذوب بزرگ کو بلوایا گیا۔ وہ تشریف لے آئے اور انہوں نے آتے ہی اول تا آخر سارا واقعہ لفظ بلفظ بیان کر دیا۔ لوگ حضور غوث اعظم کی یہ زندہ کرامت سن کر عش عش کر اٹھے۔ رنجیت سنگھ نے مقدمہ خارج کرتے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو انعام واکرام دے کر رخصت کیا۔ (الحقائق فی الحدائق)

الاماں قہر ہے یا غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

اولیاء اللہ کا نام لینے سے کافروں کو دولتِ ایمان نصیب ہوتی ہے اور وہ دوسروں کے لئے دافع البلا بن جاتے ہیں

پیر طریقت رہبر شریعت حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۱۹۲۷ء کا واقعہ ہے میں نے اس کو ارشادات صوفیاء میں پڑھا اور لکھنے والے ہیں مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ جو میرے پیرو مرشد کے استاد بھی تھے۔ اور حضور شہنشاہ لاثانی کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ علاقہ پسرور میں ایک گاؤں میں معزز ہندو خاندان تھے۔ ان کی جوان بیٹی کو کوئی حاجت پیش آئی لیکن وہ کسی کو بتا نہیں سکتی تھی گھر والوں کو بھی نہیں، کسی اور کو بھی نہیں۔ مسجد کے مولوی صاحب کے پاس آئی کہنے لگی حضرت میں کچھ مجبور ہوں۔ مہربانی فرمایئے اور مجھے میری پریشانی کا حل بتایئے مولانا فرمانے لگے رات کو جب تو اپنے بستر کی طرف جاتی ہے تو منہ دھولیا کر اور بغداد شریف کی طرف منہ کر کے چند دفعہ کہا کر ''یا غوث اعظم المدد،، اس نے مولوی صاحب کی ہدایت پر عمل کیا چند دن یہ وظیفہ کیا، اللہ نے مہربانی فرمائی کام بن گیا۔ لیکن اس وظیفے کے ساتھ اس کو ایسا سکون ملتا تھا کہ کام ہونے کے بعد بھی اس نے یہ وظیفہ نہیں چھوڑا۔ ایک دفعہ رات کو ایک نہایت نورانی بزرگ تشریف لائے فرمانے لگے تو مسلمان ہو جا۔ کہنے لگی آپ کون ہیں؟ فرمایا جس کو تو ہر روز یاد کرتی ہے۔ میں وہی ہوں، میں عبدالقادر جیلانی جسے لوگ غوث اعظم کہتے ہیں میں وہی ہوں تو جو میرا نام لیتی ہے میں چاہتا ہوں کہ قیامت کے روز بھی میں تیری مدد کروں لیکن اس کے لئے ایمان شرط ہے۔ تیری شفاعت نہیں ہو سکتی جب تک تو ایمان قبول نہ کرے۔

تو اس نے کہا ٹھیک ہو جاؤں گی۔ جب صبح اٹھی تو گھر والے سامنے ہیں۔ بھائی سامنے ہیں۔ خاندان کا عزت ووقار سامنے ہے۔ مسلمان ہونے کی جراءت نہ ہوئی۔ دوسری رات آپ پھر تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا تو نے وعدہ کیا تھا مسلمان ہونے کا، کیوں نہیں ہوئی کہنے لگی صبح ہو جاؤں گی، اگلے دن وہ پھر مسلمان نہ ہوئی ڈر گئی۔ والدین سے ماحول سے اور یہ لوگ بڑے متعصب تھے، اپنی اولاد کو مار بھی دیتے تھے، تیسری رات حضور غوث پاک تشریف لائے تو ہاتھ میں تلوار تھی۔ فرمایا: تو مسلمان ہونا نہیں چاہتی میں تجھے مار دوں گا کہنے لگی آج مجھے آخری چانس دے دیں میں صبح ضرور مسلمان ہو جاؤں گی۔ وہ انہی مولوی صاحب کے پاس آئی اور مسلمان ہونے کا ارادہ ظاہر کیا اور کہا اس طریقے سے وہ نام جو آپ نے مجھے بتایا تھا مہربان ہیں۔ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بھی میں تیری مدد کروں گا تم نے میرا نام جو لیا ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے ٹھیک ہے کلمہ پڑھا دیتا ہوں لیکن فی الحال اپنے آپ کو ظاہر نہ کرو جس دن جمعہ ہوگا یہاں کئی دیہات کے لوگ آئیں گے ان کے سامنے آکر کہنا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اور پھر کسی طالب علم کے ساتھ تمہارا نکاح بھی کر دیا جائے گا، چنانچہ اس طریقے وہ مسلمان ہوئی نکاح بھی کر دیا گیا اب اس کے بعد صورت حال یہ تھی کہ جو بیمار بھی اس کے پاس آتا یا کسی بھی مصیبت میں گرفتار ہوتا۔ وہ پانی کا گلاس لیتی اس پر اس طرح کہتی "یا غوث اعظم المدد، اللہ مہربانی فرما دیتا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿اَلْاَبْدَالُ فِی اُمَّتِی ثَلَاثُوْنَ بِهِمْ تَقُوْمُ الْاَرْضُ وَبِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُوْنَ﴾ ابدال میری امت میں تیس ہیں انہیں سے زمین قائم ہے انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔ (طبرانی شریف) اللہ کے نبی کا وعدہ اللہ کا وعدہ ہے اس لئے یہ حضور کا ہی فرمان نہیں اللہ کا بھی فرمان ہے۔

میں علی پور شریف میں حاضر تھا۔ ہمارے دربار شریف میں اس زمانہ میں ایک بابا جی ہوتے تھے، شیر محمد وہ تعویذ لکھا کرتے تھے۔ میں نے یہ واقعہ سنایا تو کہنے لگے ہاں میں اس خاتون کو بھی جانتا ہوں اس کے گاؤں کو بھی جانتا ہوں۔ (ماہنامہ الحقیقہ بابت مئی ۲۰۰۷ء)

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے ۔۔۔ اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے ۔۔۔ بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

حضور غوث پاک باذن اللہ حاجت روا ہیں:

حضور غوث پاک سے مدد مانگنے کا مطلب کیا ہے یعنی آپ کے وسیلہ سے کوئی حاجت طلب کرنا یا آپ سے درخواست کرنا کہ آپ ہمارے لئے اللہ کی بارگاہ میں اس حاجت کے لئے دعا فرما دیں یہ بالکل جائز اور اولیاء کرام کا طریقہ ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿اِذَا سَاَلْتُمُ اللهَ حَاجَةً فَاسْئَلُوْهُ بِیْ﴾ جب تم اللہ سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۳)

﴿مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ كُرْبَةٍ كُشِفَتْ عَنْهُ﴾ یعنی جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا ﴿وَمَنْ نَادَانِیْ بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّةٍ فُرِجَتْ عَنْهُ﴾ اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت رفع ہوگی ﴿وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ اِلَی اللهِ فِیْ حَاجَةٍ قُضِيَتْ﴾ اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔ پھر اسی جگہ فرماتے ہیں دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ۱۱-۱۱ بار سورہ اخلاص پڑھے سلام پھیر کر (۱۱) بار صلاۃ وسلام پڑھے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے میرا نام لے اور اپنی حاجت کا ذکر کرے اللہ کے اذن سے اُس کی حاجت پوری ہوگی۔ پھر یہ شعر پڑھے

اَیُدْرِكُنِیْ ضَیْمٌ وَاَنْتَ ذَخِیْرَتِیْ
وَاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ

وَعَازٌ عَلٰى حَامِی الْحَمٰی وَهُوَ مُنْجِدِیْ
إِذَا ضَاعَ فِی الْبَیْدَاءِ عِقَالُ بَعِیْرِیْ

اس نماز کو امام شمس الدین ذہبی اور امام جزری کے استاذ علامہ علی بن یوسف الشطنوفی نے ,,بہجۃ الاسرار،، میں اور علامہ محمد بن یحیی التاذفی نے ,,قلائد الجواہر،، میں اور شیخ عبد الحق محدث دھلوی نے ,,زبدۃ الأسرار،، میں اور شارح مشکاۃ محدث کبیر مولانا علی قاری نے اپنی کتاب ,,نزہۃ الخاطر الفاتر فی سیدی الشریف عبد القادر،، میں نقل کیا ہے پھر مولانا علی قاری فرماتے ہیں ﴿ وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ مِرَارًا فَصَحَّ﴾ بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا تو درست نکلا۔

اولیاء کرام دفع البلا ہوتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿إِنِّی لَأَهُمُّ بِأَهْلِ الْأَرْضِ عَذَابًا فَإِذَا نَظَرْتُ إِلٰى عُمَّارِ بُیُوْتِی وَالْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْأَسْحَارِ صَرَفْتُ عَذَابِی عَنْهُمْ﴾ میں زمین والوں پر عذاب اتارنا چاہتا ہوں جب میں اپنے گھر آباد کرنے والوں اور میری خاطر آپس میں محبت کرنے والوں اور پچھلی رات کو استغفار کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو اپنا غضب ان سے پھیر لیتا ہوں۔ (جامع صغیر ,رواہ الدیلمی، بیہقی الاولیاء ص:۵۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بیشک اللہ عز وجل نیک مسلمانوں کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھر والوں سے بلائیں دور کرتا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

﴿اولیاء کرام کو دافع البلاء، حاجت روا، مشکل کشا کہنا شرک وبدعت نہیں﴾

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿كَانَ الْغُلَامُ یُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَیُدَاوِی النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ﴾ وہ لڑکا (ولی) مادر زاد اندھے اور برص والے اور لوگوں کی تمام بیماریوں کا علاج کرتا تھا۔

(مسلم شریف کتاب الزہد والرقاق باب قصہ اصحاب الاخدود حدیث نمبر ۳۰۰۵)

مادر زاد اندھا ہونا ایک مصیبت ہے اور مصیبت دور کرنا اللہ کا کام ہے لیکن یہاں نبی کریم ﷺ فرما رہے وہ ولی یہ مصیبتیں اور مشکلات دور کرتا تھا جس سے معلوم ہوا کہ سبب کی طرف نسبت کرکے اس کو مشکل کشا (مشکلیں کھولنے والا) دافع البلاء (بلائیں دور کرنے والا) کہنا بالکل جائز ہے۔ جب بنی اسرائیل کے ولی مشکل کشا ہو سکتے ہیں تو حضور غوث پاک بھی مشکل کشا، حاجت روا ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ امت تمام امتوں سے افضل اور اس امت کے ولی تمام ولیوں سے افضل اور ہمارے آقا تمام انبیاء کرام سے افضل۔ اور یہ حدیث بھی صحیح اور صحاح ستہ کی ہے۔ پھر ہم کیوں نہ کہیں

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلی ہمارا نبی ﷺ

زبدۃ العارفین حضرت علامہ شطنوفی (متوفی ۷۱۳ھ) کا عقیدہ:

فرماتے ہیں: میں نے پہلے زمانہ کے مشائخ کو یہ کہتے ہوئے پایا کہ چار بزرگ ایسے ہیں جو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے ہیں۔ شیخ عبد القادر جیلانی، شیخ بقاء بن بطو، شیخ ابو سعید قیلوی اور شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۳) (بزرگوں کے عقیدے ص ۴۶)

مفلوج اور اندھا شفایاب ہو گیا: مہلک اور لاعلاج مریضوں کو بھی آپ کی کرامتوں سے شفا مل جاتی تھی۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ بغداد کے مشہور تاجر ابو غالب نے حاضر ہو کر عرض کیا یا حضرت آپ کے نانا جان رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرنی

چاہئے اور میں آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا۔ آپ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور فرمایا اچھا میں آؤں گا۔ جب اس کے مکان پر پہنچے تو عراق کے بڑے بڑے علماء و مشائخ پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ انواع و اقسام کے کھانے دستر خوان پر چنے گئے۔ پھر لوگوں نے ایک بند ٹوکرا لاکر مہمانوں کے سامنے رکھ دیا۔ میزبان نے شیخ سے عرض کیا کہ اجازت ہے کھانا شروع کیا جائے۔ آپ نے کچھ نہیں فرمایا اپنا سر جھکائے رہے۔ نہ خود کھانا شروع کیا نہ کسی کو اجازت دی۔ چنانچہ کسی نے بھی کھانا شروع نہیں کیا۔ اہل مجلس پر آپ کی ہیبت اس طرح طاری تھی، گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا ٹوکرا میرے سامنے لا کر کھولو جب ٹوکرا کھولا گیا تو اس میں ابو غالب تاجر کا مادر زاد اندھا اور فالج زدہ لڑکا بیٹھا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا۔ ﴿ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ شیخ کے فرماتے ہی وہ لڑکا تندرست شخص کی طرح کھڑا ہو گیا اور کوئی بیماری اس میں موجود نہیں تھی۔ حاضرین مجلس میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور نعرے لگانے لگے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بغیر کچھ کھائے پئے اس ہجوم سے اٹھ کر باہر آ گئے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت شیخ ابو سعید قیلوی نے فرمایا ﴿ الشیخ عبد القادر یُبْرِءُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَیُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ﴾ ہاں شیخ عبدالقادر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتے اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۳، بزرگوں کے عقیدے ص ۲۷) حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اس واقعے سے اپنا عقیدہ ثابت کر دیا کہ ایک شخص جو لنجا، مادر زاد اندھا اور فالج زدہ ہو اسے بھی بیک زبان تندرست کرنے کا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے۔

شفا پاتے ہیں صدہا جاں بلب امراضِ مہلک سے عجب دار الشفاء ہے آستانہ غوثِ اعظم کا

﴿حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ کی برکت سے عذاب قبر معاف کر دیا گیا﴾

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے بھی گذرے گا تو قیامت کے دن اس کے عذاب سے تخفیف ہوگی۔ (طبقات الکبریٰ، بہجۃ الاسرار) ایک روز بغداد شریف کا ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے وہ خواب میں مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں عذاب قبر میں مبتلا ہوں تم حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے لئے دعا کراؤ۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارا والد میرے مدرسہ کے دروازہ سے کبھی گذرا تھا اس نے بتایا: ہاں۔ آپ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ دوسرے دن اس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ خوش و خرم ہیں اور سبز لباس زیب تن ہے اور مجھے کہا کہ اب مجھ سے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی دعا کی برکت سے عذاب دور کر دیا گیا ہے اور مجھے نصیحت کی کہ تم ان کی خدمت میں حاضری دیتے رہا کرو۔ آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا ﴿ اِنَّ رَبِّی عزوجل قَدْ وَعَدَنِی اَنْ یُخَفِّفَ الْعَذَابَ عَنْ کُلِّ مَنْ عَبَرَ عَلٰی بَابِ مَدْرَسَتِی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴾ بیشک میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے جو مسلمان شخص میرے مدرسہ کے کسی دروازے سے بھی گذرے گا تو میں اس کے عذاب میں تخفیف کر دوں گا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۰۱)

مدرسہ کی گھاس اور کنواں: ایک دفعہ آپ کے عہد میں بغداد شریف میں مرض طاعون ظاہر ہوا اور اس نے اس قدر زور پکڑا کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی اور عورتیں مرنے لگے۔ لوگوں نے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے اس مصیبت اور پریشانی کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہمارے مدرسہ کے ارد گرد جو گھاس ہے اس کو گڑ کر اور پر لگاؤ اور اسی کو کھاؤ اللہ تعالیٰ بیمار لوگوں کو اس سے شفا دے گا۔ نیز فرمایا ﴿ مَنْ شَرِبَ مِنْ مَاءِ مَدْرَسَتِنَا قَطْرَةً یَشْفِیْهِ اللّٰهُ ﴾ جو شخص مدرسہ کے کنویں کا پانی پئے گا اس کو بھی شفا حاصل ہوگی لوگوں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا تو ان کو شفا کامل حاصل ہوگئی پھر اس کے بعد دوبارہ آپ کے عہد میں طاعون کی وبا قطعاً نہ آئی۔ (تفریح الخاطر ص ۳۳)

﴿اولیاء کرام سے مدد مانگنا انبیاء کرام کی سنت ہے شرک و بدعت نہیں﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا:

﴿اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِی بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِی مُسْلِمِیْنَ﴾ تم میں سے کون ہے جو اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو

(النمل ۳۸) بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے اسباب کے تحت کسی سے مدد مانگنا جائز ہے اور مافوق الاسباب مدد مانگنا شرک ہے اگر ان کی یہ منطق درست تسلیم کرلی جائے تو پھر انبیاء کرام بھی اس فتوی سے محفوظ نہیں رہتے لہذا ثابت ہوا کہ یہ تحت الاسباب اور فوق الاسباب کی قیدیں ایجاد بندہ ہیں قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے مافوق الاسباب مدد مانگی ہے۔

اولیاء کرام سے حاجتیں طلب کرنے کا حکم: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ﴿اُطْلُبُوا الْحَوَائِجَ اِلَی ذَوِی الرَّحْمَةِ مِنْ اُمَّتِی تُرْزَقُوا وَتُفْلِحُوا فَاِنَّ فِیْهِمْ رَحْمَتِی﴾ میرے رحم دل امتیوں سے حاجتیں مانگو رزق پاؤ گے مرادوں کو پہنچو گے ان میں میری رحمت ہے۔ (جامع صغیر، طبرانی، الامن والعلی ص:۶۱)

﴿یاعلی یاغوث کے نعرہ کا جواز﴾

حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُمْ شَیْئًا وَاَرَادَ عَوْنًا وَهُوَ بِاَرْضٍ لَیْسَ بِهَا اَنِیْسٌ فَلْیَقُلْ یَا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی یَا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی یَا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی فَاِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا یَرَاهُمْ﴾ جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہیے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے

رواہ الطبرانی وابن السنی، کتاب الاذکار از امام نووی، ہدیۃ المہدی از علامہ وحید الزماں غیر مقلد ص:۲۷) الامن والعلی ص ۲۵۴)

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ نعرہ حیدری اور نعرہ غوثیہ لگانا یا علی مدد یا غوث اعظم کہنا بالکل جائز ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ نعرہ حیدری نعرہ تحقیق کے بعد لگے گا قرآن میں یہی ترتیب ہے نبیوں کے بعد صدیقوں کا مقام ہے پھر شہیدوں کا۔ اگر ہم اس ترتیب کو چھوڑ کر نعرہ رسالت کے بعد نعرہ حیدری لگائیں تو عملی طور پر ہم نے شیعوں کا عقیدہ خلافت بلا فصل والا قبول کرلیا۔

سردار وہابیہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد کا فیصلہ ﴿یارسول اللہ یاعلی اور یاغوث کہنا جائز ہے﴾

دعا کے دو معنی ہیں شرعی اور لغوی: دعا شرعی عبادت ہے جیسا کہ نماز تو یہ غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ہے اور یہی ان آیات میں مراد ہے جن میں لفظ دعا وارد ہوا ہے اور دعا لغوی ندا کے معنی میں ہے تو یہ مطلقا غیر اللہ کے لئے جائز ہے خواہ زندہ کو پکارا جائے یا فوت شدہ کو برابر ہے (۱) نابینا کی حدیث میں ہے ﴿یا محمد اِنِّی اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلَی رَبِّی﴾ (۲) دوسری حدیث میں ہے ﴿یا عِبَادَ اللهِ اَعِیْنُوْنِی﴾ (۳) حضرت ابن عمر کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا وا محمداہ (۴) جب روم کے بادشاہ نے مسلمانوں کو نصرانیت کی دعوت دی تو انہوں نے شہادت سے قبل کہا ﴿یا محمداہ﴾ اگر پکارنے والا دور سے پکارے اور اس کی محبت میں وارفتہ ہو جیسے عاشق اپنے غائب معشوق کو حاضر متصور کرکے پکارتا ہے اور پکارنے والا کوفہ میں اور وہ بصرہ میں ہو تو اس سے وہی ظاہر ہوتا ہے جو عوام الناس کہتے ہیں یعنی یارسول اللہ، یاعلی، یاغوث تو اکیلی اس ندا سے ان پر شرک کا حکم نہیں دیا جائے گا اور کیسے دیا جا سکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولوں کو ﴿یا فلان بن فلان﴾ کہہ کر پکارا تھا۔ (ہدیۃ المہدی اردو ص ۴۹-۵۰ عربی)

اولیاء کو مقام ”کن“ عطا ہوتا ہے: حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ خود اپنی تصنیف ”فتوح الغیب“ میں مقام تحریر فرماتے ہیں: اولیاء اور ابدال کو مقام تکوین (یعنی کن کہنا) عطا کیا جاتا ہے پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی بعض

کتابوں میں فرمایا ہے۔﴿ یا ابن آدم انا اللہ الذی لاالہ الا انا اَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ اَجْعَلْکَ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ ﴾ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں وہ ہوں کہ کسی چیز کو کہتا ہوں، ہوجا! تو وہ ہوجاتی ہے۔ تو بھی میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا کردوں گا کہ تو بھی کسی چیز کو کہے گا ہوجا! تو وہ ہوجائے گی۔ (فتوح الغیب مع بہجۃ الاسرار ص۱۰۹ مقالہ نمبر۱۶)

اسی حدیث قدسی کی تشریح میں چند کرامات ملاحظہ فرمائیں

مرغی زندہ کردی: علامہ شطنوفی محدثانہ اسانید کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں: کہ ایک عورت حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنا ایک لڑکا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے اس بچے کو آپ سے قلبی لگاؤ ہے۔ اس لئے میں اس کے حق سے دست بردار ہوکر اس کو اللہ اور پھر آپ کی سپردگی میں دیتی ہوں۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کی عرض قبول فرمالی اور اس کو بزرگوں کے طریقے پر مجاہدات اور ریاضتیں کرنے کا حکم فرمایا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کی ماں اپنے بچے کو ملنے کے لئے آئی دیکھا کہ اس کا بچہ بہت لاغر اور زرد ہوگیا ہے اور دیکھا کہ جو کی روٹی کا ٹکڑا کھا رہا ہے۔ پھر جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے مرغی کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں، جس کو آپ تناول فرما چکے ہیں۔ اس نے کہا اے میرے سردار! آپ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں۔ اس وقت حضرت نے ان ہڈیوں پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا اور فرمایا: ﴿ قُم بِاِذْنِ اللهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ﴾ یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑی ہوجا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ آپ کے اس حکم پر فوراً وہ مرغی زندہ ہوکر کھڑی ہوگئی اور چلائی۔ پھر آپ نے اس عورت سے مخاطب ہوکر فرمایا: ﴿ إذا صار ابنُكِ هكذا فلْيَأكُلْ مَهْمَا شَاءَ ﴾ یعنی جب تیرا بیٹا اس درجہ کو پہنچ جائے گا تو پھر جو جی چاہے کھائے گا۔ (بہجۃ الاسرار ص۶۵) فتاوی حدیثیہ للعلامہ ابن حجر مکی ص۹۳)

اس واقعہ کو اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی ,, کتاب التذکیر،، حصہ سوم ص۱۱۸- اور ,, افاضات الیومیہ،، ج۱ ص۲۲۳) پر درج کیا ہے۔

مردہ زندہ کردیا: اسرار الطالبین میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایک محلّہ سے گذر رہے تھے کہ ایک مسلمان اور عیسائی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے جھگڑے کی وجہ پوچھی تو مسلمان نے عرض کیا کہ حضور والا! یہ عیسائی کہتا ہے کہ ہمارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی حضرت محمد ﷺ سے افضل ہیں۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے بلکہ ہمارے نبی ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ یہ سن کر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے عیسائی سے فرمایا۔ کہ تمہارے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے افضل ہونے کی دلیل کیا ہے؟ تو عیسائی نے جواب دیا کہ ہمارے نبی مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نبی نہیں ہوں بلکہ حضرت محمد ﷺ کا ایک تابعدار غلام ہوں اگر میں مردہ زندہ کردوں تو کیا تم ہمارے نبی ﷺ پر ایمان لے آؤ گے؟ تو عیسائی نے جواب دیا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا تم مجھے قبر دکھاؤ تو اس نے آپ کو بہت پرانی قبر دکھائی تو آپ نے فرمایا: یہ صاحب قبر دنیا میں گویا تھا۔ اگر تو چاہے تو یہ قبر سے گاتا ہوا اٹھے تو میں تمہارے لئے یہ بھی کرسکتا ہوں۔ پھر آپ قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ﴿ قُمْ بِاِذْنِ اللهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ ﴾ یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑا ہوجا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ پس قبر شق ہوئی اور مردہ زندہ ہوکر گاتا ہوا باہر نکل آیا۔ جب عیسائی نے یہ کرامت دیکھی تو وہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مشرف بہ اسلام ہوگیا۔ (تفریح الخاطر ص۱۶) اسی لئے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ﴿ وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی ﴾ میں اگر اپنا راز کسی مری ہوئی لاش پر ڈال دوں تو یقیناً وہ مولی تعالی کی قدرت سے زندہ ہوکر کھڑی ہوجائے گی۔

؎ وہ کہہ کر قُمْ بِاِذْنِ اللهِ جلادیتے ہیں مردوں کو بہت مشہور ہے احیا موتٰی غوث اعظم کا

ستر بار احتلام: حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک مرید ایک ہی رات میں نئی نئی عورت کے سبب ستر بار مُحْتَلِمْ ہوا۔ صبح غسل سے فارغ ہوکر اپنی پریشانی کی فریاد لے کر اپنے مرشد کریم حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا قبل اس کے کہ وہ کچھ عرض کرے آپ نے خود ہی

فرمایا: رات کے واقعہ سے مت گھبراؤ میں نے رات کو لوح محفوظ پر نظر ڈالی تو تمہارے بارے میں ستر مختلف عورتوں کے ساتھ زنا مقدر تھا۔ میں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی کہ وہ تیری تقدیر کو بدل دے اور ان گناہوں سے تیری حفاظت فرمائے۔۔ چنانچہ ان سارے واقعات کو خواب میں احتلام کی صورت میں بدل دیا گیا۔(بہجۃ الاسرار ص۱۹۳)

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

مرید ہونے کا فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی پیر کامل کی بیعت ضرور کرنی چاہئے کہ پیر کی توجہ سے مصیبتیں ٹل جاتی ہیں اور بعض اوقات بڑی آفت چھوٹی آفت سے بدل کر رہ جاتی ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے ایک بہت بڑا رجسٹر دیا گیا جس میں میرے مصاحبوں اور میرے قیامت تک ہونے والے مریدوں کے نام درج تھے اور کہا گیا کہ یہ سارے افراد تمہارے حوالے کردیئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ میں نے داروغہ جہنم سے پوچھا، کیا جہنم میں میرا کوئی مرید بھی ہے؟ اس نے جواب دیا، نہیں، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿ وَعِزَّۃِ اللّٰہِ اِنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَاءِ عَلَی الارضِ اِنْ لَمْ یَکُنْ مُرِیْدِی جَیِّدٌ فَاَنَا جَیِّدٌ﴾ مجھے اللہ کے عزت وجلال کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر اس طرح ہے جس طرح زمین پر آسمان کا سایہ ہے اگر میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں اللہ کی بارگاہ میں میں تو عالی مرتبہ ہوں۔ مجھے اللہ کے عزت وجلال کی قسم! میں اس وقت تک اپنے رب عزوجل کی بارگاہ سے نہ ہٹوں گا جب تک اپنے ایک ایک مرید کو داخل جنت نہ کرلوں۔ بہجۃ الاسرار ص۱۰۰)

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا
اس نشانی کے جو سگ نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
مریدی لا تَخَف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

سلسلہ قادریہ کی فضیلت: حضرت شیخ عمر البزاز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ ضَمِنَ الشَّیْخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ لِمُرِیْدِیْہِ اِلٰی یَوْمِ القیامۃِ اَنْ لَا یَمُوْتَ اَحَدٌ مِنْھُمْ اِلَّا عَلٰی توبۃ ﴾ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ قیامت تک کے اپنے مریدوں کے اس بات پر ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی بغیر توبہ نہیں مرے گا۔ (بہجۃ الاسرار ص۹۹)

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿ لو انْکَشَفَتْ عَوْرَۃُ لِمُرِیْدِیْ بِالْمَغْرِبِ وَاَنَا بِالْمَشْرِقِ لَسَتَرْتُھَا﴾ اگر میرا مرید مغرب میں ہو اور اس کا ستر کھل جائے اور میں مشرق میں ہوں تو میں اس کے ستر کی پردہ پوشی کردوں گا۔ (بہجۃ الاسرار ص۹۹)

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿ اَنَا لِکُلِّ مَنْ عَثَرَ بِہٖ مَرْکَبُہٗ مِنْ اَصْحَابِی وَمُرِیْدِیْ وَمُحِبِّیْ اِلٰی یَوْمِ القیامۃِ آخِذٌ بِیَدِہٖ﴾ قیامت تک میرے دوستوں، مریدوں اور محبوں میں سے کسی کو اس کی سواری گرادے تو میں اس کا ہاتھ پکڑلوں گا۔ (قلائد الجواہر ص۱۷)

عطا کی ہے بلندی حق نے اہل اللہ کے جھنڈے کو
مگر کیا سب سے اونچا پھریرا غوث اعظم کا
خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا

عظیم الشان کرامت: ابوالمظفر حسن نامی ایک تاجر نے حضرت سیدنا شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی حضور! میں تجارت کے لئے قافلہ کے ہمراہ ملکِ شام جارہا ہوں۔ آپ سے دعا کی درخواست ہے شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، تم اپنا سفر ملتوی کر دو، اگر گئے تو ڈاکو تمہارا مال لوٹ لیں گے اور تمہیں قتل بھی کر دیں گے،، تاجر یہ سن کر بڑا پریشان ہوا، اسی پریشانی کے عالم میں واپس آ رہا تھا کہ راستے میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مل گئے۔ پوچھا کیوں پریشان ہو؟ اس نے سارا واقعہ سنا دیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پریشان نہ ہو شوق سے ملک شام کا سفر کرو۔ انشاء اللہ سب بہتر ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ قافلے کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اسے کاروبار میں بہت نفع ہوا۔ وہ ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی لے کر ''حلب'' پہنچا۔ اتفاقاً وہ اشرفیوں کی تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا، اسی فکر میں نیند نے غلبہ کیا اور سو گیا۔ نیند میں اس نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا کہ ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کر کے سارا مال لوٹ لیا ہے اور اسے قتل بھی کر ڈالا ہے۔ خوف کے مارے اس کی آنکھ کھل گئی۔ گھبرا کر اٹھا تو دیکھا وہاں کوئی ڈاکو وغیرہ نہ تھا۔ اب اسے یاد آیا کہ اشرفیوں کی تھیلی اس نے فلاں جگہ رکھی ہے۔ فوراً وہاں پہنچا تو تھیلی مل گئی۔ خوشی خوشی واپس بغداد پہنچا۔ اب سوچنے لگا کہ پہلے جا کر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملوں یا شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے؟ اتفاقاً راستے میں ہی شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ مل گئے اور دیکھتے ہی فرمانے لگے، پہلے جا کر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملو کہ وہ محبوب ربانی ہیں، انہوں نے تمہارے حق میں ستر بار دعا مانگی تھی تب کہیں جا کر تمہاری تقدیر بدلی جس کی خبر میں نے دی تھی۔ اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ ہونے والے واقعہ کو حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے بیداری سے خواب میں منتقل کر دیا۔ چنانچہ وہ بارگاہِ غوثیت مآب میں حاضر ہوا حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا،، واقعی میں نے تمہارے لئے ستر بار دعا مانگی تھی۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۴)

حضرت جنید بغدادی کی بشارت: آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے عالم غیب سے معلوم ہوا ہے کہ پانچویں صدی کے وسط میں رسول اللہ ﷺ کی آل پاک سے ایک قطب عالم ہوگا ﴿ ملقبا بمحی الدین ومسمی بالسید عبد القادر وھو الغوث الا عظم ومولدہ من کیلان ویکون مامورا بان یقول (قَدَمِی ھٰذَا عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ وَلِیَّۃِ لِلّٰہِ من الا ولین والآخرین سوی الصحابۃ والآئمۃ من ذریۃ خاتم النبیین ﷺ﴾ جن کا لقب محی الدین اور اسم مبارک سید عبد القادر ہے اور وہ غوث اعظم ہوگا وہ گیلان میں پیدا ہوگا ان کو رسول اللہ ﷺ کی آل پاک سے آئمہ کرام اور صحابہ کرام کے علاوہ اولین و آخرین کے ہر ولی اور ولیہ کی گردن پر میرا قدم ہے کہنے کا حکم ہوگا۔ (تفریح الخاطر ص ۲۶)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنے اولیاء کو ایسا علم عطا فرماتے ہیں جس سے ان کو آنے والے واقعات کا علم ہو جاتا ہے۔ جب ولی کے علم کا یہ مقام ہے تو نبی کا مقام کیا ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو غوث یا غوث الاعظم کہنا شرک و بدعت نہیں بلکہ یہ اولیاء کرام کا طریقہ ہے اور اولیاء انعام یافتہ گروہ ہے جن کے طریقہ پر چلنے کا قرآن میں حکم ہے۔

گستاخانِ اولیاء کا عبرت ناک انجام: علامہ شیخ علی قاری صاحب مرقات فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن علی تمیمی شافعی بیان کرتے ہیں کہ میں تحصیل علم کے لیے بغداد آیا اور مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لیا ابن سقا میرا ہم جماعت اور ہم سبق تھا ہم دونوں عبادت کرتے اور اہل اللہ کی زیارت کے لیے نکل جاتے بغداد میں ایک شخص کے لیے مشہور تھا کہ وہ غوثِ وقت ہے اور جب چاہتا ہے ظاہر ہوتا ہے اور جب چاہتا ہے غائب ہو جاتا ہے۔ ایک دن میں، ابن السقاء اور نو عمری کے زمانہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اِس غوث کی زیارت کو گئے۔ راستہ میں ابن السقاء نے کہا آج میں ان سے ایک ایسا علمی مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہیں دے سکیں گے۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھیے اس کا وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی نے فرمایا معاذ اللہ میں تو اُن سے کوئی مسئلہ نہیں پوچھوں گا بلکہ مجلس میں بیٹھ کر فیض زیارت اور فیض صحبت ہی حاصل کرونگا جب ہم تینوں ان کے مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ پر موجود نہیں ہیں- پھر تھوڑی دیر کے بعد اُن کو وہاں بیٹھے پایا- انہوں نے ابن السقاء کی طرف قہر آلود نگاہوں سے دیکھا اور غصہ سے فرمایا اے ابن السقاء! خدا تیرا بھلا نہ کرے تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے کان کھول کر سُن! تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے بیشک میں تجھ میں کفر کی بھڑکتی ہوئی آگ دیکھ رہا ہوں- اس کے بعد انہوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

اے عبداللہ! تم مجھ سے مسئلہ پُوچھو گے کہ دیکھو میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے تمہاری بے ادبی کے سبب میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا تیرے کانوں کی لوتک پہنچ چکی ہے پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے قریب بٹھا کر بہت احترام کیا اور فرمایا اے عبدالقادر تم نے ادب کی وجہ سے اللہ ورسول عزوجل ﷺ کو راضی کرلیا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد کے منبر پر بیٹھا ہوا وعظ کہہ رہا ہے اور لاکھوں انسان تیرے بیان سے فیض یاب ہورہے ہیں اور تو کہہ رہا (قَدَمِی هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ) میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے اور مجھے یہ بھی نظر آرہا ہے کہ تمام اولیاء اللہ نے تیری بزرگی کے سامنے اپنی گردنوں کو جھکا دیا ہے وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئے پھر ہم نے انہیں نہیں دیکھا ابن سقاء نے ہر علم میں شاندار کامیابی حاصل کی ساری دنیا میں اُس کے علم کا چرچا ہونے لگا بڑے بڑے علماء اس سے مناظرہ میں شکست کھا گئے عباسی خلیفہ نے اُسے اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کیا اور روم کے بادشاہ کی طرف اُسے سفیر بنا کر بھیجا روم کے عیسائی بادشاہ نے اپنے تمام پادریوں کو جمع کیا اور ابن سقا کو مناظرہ کی دعوت دی ابن سقا نے تمام پادریوں کو شکست فاش دی اور را جواب کر دیا بادشاہ اس صورت حال سے سخت پریشان ہوا اچانک اُس کی جوان لڑکی پر اُس کی نظر پڑ گئی اور وہ اُسے دل دے بیٹھا بادشاہ سے نکاح کی درخواست کی اس نے کہا عیسائیت قبول کرلو تو مجھے کوئی عذر نہیں ابن سقا نے فوراً اسلام کو خیر باد کہا اور مرتد ہو گیا بادشاہ نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا نکاح کے ساتھ ہی اُس کے جسم میں کوڑھ کی بیماری پھیل گئی بادشاہ نے اُسے اُٹھوا کر شہر سے باہر پھینک دیا جو آدمی اُس کے پاس سے گزرتا تھا اُس پر لعنت بھیجتا تھا لوگ کہتے تھے یہ وہ آدمی ہے جس نے ایک ولی اللہ کی بے ادبی کی آخر وہ اسی حالت میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔

اُن کے دشمن پہ لعنت اللہ کی رحم پانے کے قابل نہیں ہے
یہ میت ہے کسی بے ادب کی منہ دکھانے کے قابل نہیں ہے

راوی کا بیان ہے کہ میں دمشق آیا سلطان نورالدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے محکمہ اوقاف کا وزیر بنا دیا اور دنیا میرے کانوں کی لوتک پہنچ گئی میرے معاملہ میں بھی غوث کا کہنا صحیح ہوا مگر ایمان سلامت رہا کیونکہ میری بے ادبی اُس سے کم تھی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بغداد کی جامع مسجد میں کھڑے ہو کر فرمارہے ہیں: میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر از شیخ علی قاری صاحب مرقات)

جن کی منبر بنی گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام دلوں کی بات بھی جان لیتے ہیں اور آنے والے واقعات بھی اور ان کی بے ادبی سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

شیخ صنعانی کا انجام:

جب حضور سیدنا محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے وعظ کی مجلس میں یہ اعلان فرمایا: ﴿قَدَمِی هٰذَا عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ

وَلِیُّ اللّٰہِ﴾ میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ تو تین سو تیرہ صاحبانِ حال اور اولیاء کرام نے اپنا اپنا سر جھکا کر ادب سے عرض کیا کہ: (بل عَلَی الرَّاْسِ وَالْعَیْنِ) اے محبوب سبحانی! آپ کا قدم ہماری گردنوں پر نہیں بلکہ آپ کا قدم تو ہمارے سروں اور آنکھوں پر ہے۔ مگر ایک بزرگ حضرت شیخ صنعانی جو سینکڑوں میل دور تھے انہیں غیرت آ گئی اور انہوں نے اکڑ کر فرمایا: کہ اے عبد القادر تمہارا قدم میری گردن پر نہیں ہے۔ حضور غوث الاعظم نے سینکڑوں میل کی دوری سے شیخ صنعانی کی آواز کو سن لیا اور ان کو دیکھ کر پہچان بھی لیا پھر آپ پر غوثیت کا جلال طاری ہوا آپ نے فرمایا: کہ شیخ صنعانی کی گردن پر خنزیر کا قدم ہوگا۔ اللہ اکبر! حضرت غوثیت مآب کے فرمان کا یہ اثر ہوا کہ شیخ صنعانی اپنے چار سو مریدوں کے ساتھ حج کو جا رہے تھے مگر راستے میں ایک عیسائی کی لڑکی پر عاشق ہو گئے اور نکاح کا پیغام دے دیا عیسائیوں نے کہا کہ ہماری قوم کا رواج ہے کہ ہونے والا دولہا چند دنوں اپنے سسرال کے خنزیر چرایا کرتا ہے۔ مسلمانو خدا کی پناہ شیخ صنعانی خنزیر چرانے لگے اور خنزیر کا چھوٹا بچہ جو چل نہیں سکتا تھا شیخ صنعانی نے اس کو اپنے کندھے پر اٹھایا تمام مریدین برگشتہ ہو کر چلے گئے۔ مگر دو مخلص مریدوں نے ساتھ نہیں چھوڑا اور کہا کہ ہمارا شیخ اس وقت عتاب میں پڑ گیا ہے جب اچھی حالت میں ہم نے شیخ کا ساتھ نہیں چھوڑا تو اس حالت میں بھی ہم شیخ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ شیخ صنعانی کو عیسائیوں نے گرجا گھر میں نکاح کے لئے بلایا اور وہ ایک ہاتھ میں شراب اور دوسرے ہاتھ میں خنزیر کے گوشت کا برتن لے کر چلے اس حالت میں دونوں نے بغداد شریف کی طرف منہ کر کے حضرت غوث الاعظم کی درگاہ میں استغاثہ و فریاد کی حضرت غوث الاعظم کو رحم آ گیا اور آپ نے شیخ صنعانی کے قلب پر ایسا تصرف فرمایا کہ ناگہاں ان کا دل بدل گیا اور انہوں نے خنزیر کا گوشت اور شراب کا پیالہ پھینک دیا اور توبہ و استغفار کر کے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے لوٹ آئے اور دونوں مریدوں کو حکم دیا کہ مجھے فوراً بغداد شریف لے چلو چنانچہ پا پیادہ بغداد شریف روانہ ہو گئے اور مریدوں سے فرمایا میں بارگاہِ غوثیت کا مجرم ہوں تم لوگ میرا چہرہ سیاہ کر کے اور میرے ہاتھ پاؤں میں رسی باندھ کر بارگاہِ غوث میں لے چلو تا کہ وہ میرے حال پر رحم فرما کر مجھے معاف کر دیں چنانچہ مریدوں نے حکم کی تعمیل کی مگر شیخ صنعانی جب اس حال میں بغداد شریف پہنچے تو حضرت غوث الاعظم نے آپ پر یہ کرم فرمایا کہ آگے بڑھ کر شیخ صنعانی کو اپنے سینے سے لگا لیا اور ان کی سلب شدہ ولایت دوبارہ انہیں مل گئی پھر حضرت غوث الاعظم نے فرمایا: کہ اے شیخ صنعانی! میں نے جو یہ اعلان کیا تھا میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے تو میں اپنی طرف سے یہ اعلان نہیں کیا تھا بلکہ خدا کی طرف سے میں یہ کہنے پر مامور کیا گیا تھا تم نے اس کا انکار کیا اس لئے تم خدا کی طرف سے ایسے خطرناک عتاب میں مبتلا کئے گئے۔ (تفریح الخاطر فی مناقب عبد القادر)

ایک عجیب مسئلہ: بلادِ عجم میں سے آپ کے پاس ایک سوال آیا کہ ایک شخص نے تین طلاقوں کی قسم اس طور پر کھائی ہے کہ وہ اللہ تعالی کی ایسی عبادت کرے گا کہ جس وقت وہ عبادت میں مشغول ہوگا تو لوگوں میں سے کوئی شخص بھی عبادت نہ کرتا ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ تو اس صورت میں کونسی عبادت کرنی چاہئے۔ علماء عراق اس سوال پر حیران اور ششدر رہ گئے۔ اور اس کا جواب نہ دے سکنے کا اعتراف کرنے لگے۔ اور اس مسئلہ کو حضور غوث پاک کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو آپ نے فوراً ارشاد فرمایا: کہ وہ شخص مکہ چلا جائے اور طواف کی جگہ صرف اپنے لئے خالی کرائے اور تنہا سات مرتبہ طواف کر کے اپنی قسم پوری کرے۔ پس اس شافی جواب سے علماء عراق کو نہایت ہی تعجب ہوا کیونکہ وہ اس کے جواب سے عاجز ہو گئے تھے۔ (طبقات الکبری ج ۱ ص ۱۲۷، اخبار الاخیار ص ۱۷)

کیا حضور غوثِ اعظم وہابی تھے: حضور غوثِ اعظم چونکہ فقہ میں امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے اسی لئے ان کی فقہ کے مطابق رفع یدین کا ذکر ,,غنیۃ الطالبین،، میں ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جو بھی رفع یدین کرے اور آمین بالجہر کہے وہ وہابی ہے۔ اگر ان کا یہ قاعدہ مان لیا جائے تو کل کو شیعہ مالکی فقہ پر عمل کرنے والوں کے لئے دعوی کر دیں گے کہ یہ شیعہ ہیں اس لئے کہ یہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ وہابیت و غیر مقلدیت عقیدہ کی خرابی و محبوبانِ خدا کی گستاخی کا نام ہے۔ محض رفع یدین وغیرہ کا اختلاف نہیں۔ لہٰذا حضور غوثِ اعظم نہ غیر مقلد تھے نہ وہابی بلکہ صحیح العقیدہ سنی

وپیشوائے اہل سنت وجماعت اورامام احمد بن حنبل کے مقلد تھے۔اگر غیر مقلدین وہابیہ میں حیا ہوتی تو تقلید کے خلاف نہ ہوتے بلکہ آپ کی طرح کسی امام کے مقلد ہوتے یا غیر مقلد ہو کر ایک مقلد حنبلی بزرگ کا سہارا نہ لیتے اور اپنی دورنگی ومنافقت سے عوام کو دھوکہ نہ دیتے۔

عظیم دھوکہ وخیانت: حال ہی میں غیر مقلدین نے حضور غوثِ اعظم کی کتاب ،،غنیۃ الطالبین،، کو اردو ترجمہ میں ڈھال کر مع متن کے چھاپا اور چالا کی دکھائی کہ کتاب میں بیس تراویح کی جگہ آٹھ تراویح لکھ مارا تا کہ عوام سمجھیں کہ حضور غوثِ اعظم بھی ان غیر مقلدین کی طرح آٹھ تراویح پڑھتے تھے چنانچہ ملاحظہ ہو ﴿وھی احدی عشرۃ رکعۃ مع الوتر﴾ اور تراویح وتر سمیت گیارہ رکعتیں ہیں۔(غنیۃ الطالبین مکتبہ سعودیہ کراچی ص۴۳۹) حالانکہ ،،غنیۃ الطالبین،، دنیا کی کثیر الاشاعت مشہور کتاب ہے اوراس میں صاف لکھا ہے ﴿صلاۃ التراویح سنۃ النبی ﷺ وھی عشرون رکعۃ﴾ نماز تراویح سنت ہے اوراس کی بیس رکعت ہیں۔(غنیۃ کے عربی متن اور فارسی اور اردو ترجمہ کے ہرنسخہ میں یہ عبارت انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے) لیکن سنگدل اور بددیانت وہابیہ نے (عشرون) میں کا اصل لفظ اڑادیا اور عبارت میں اپنی طرف سے احدی عشرۃ گیارہ کا لفظ شامل کر کے مع الوتر کا از خود اضافہ کر دیا۔اگر حضور غوثِ اعظم وہابی تھے تو بیس رکعت کیوں پڑھتے تھے؟ اگر وہابی سچے ہیں تو انہوں نے یہ بددیانتی کیوں کی ہے؟

حضور غوثِ اعظم کے عقائد ونظریات: وہابی حضور غوثِ اعظم کی کتاب سے رفع یدین کے بڑے حوالے دیتے ہیں لیکن آپ کے عقائد اور دوسری باتیں جو ان کے خلاف ہیں چھپاتے ہیں حضور غوثِ اعظم مقلد تھے لیکن وہابی تقلید کو شرک کہتے ہیں لہذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ان کے گستاخ ہیں کہ ان کے عمل کو شرک کہہ رہے ہیں

حضور غوثِ اعظم بیس تراویح کے قائل تھے وہابی آٹھ کے لہذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق نہیں۔حضور غوثِ اعظم حدیث نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب امام قراءت کرے تم خاموشی سے متوجہ ہو کر سنو۔(غنیۃ ص ۴۳۹) حکیم صادق کو اپنی کتاب میں یہ روایت بھی درج کرنی چاہئے۔حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: نجات پانے والا فرقہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔(غنیۃ۱۹۲)

حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں اگر دو شخص بغل گیر ہوں اور ایک دوسرے کا ہاتھ اور سر بطور تبرک چومیں تو جائز ہے۔(غنیۃ ۳۱)

حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: عادل بادشاہ، والدین، پرہیزگار اور بزرگ آدمیوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا مستحب ہے۔(غنیۃ ۳۱)

حضور غوثِ اعظم فرماتے ہیں: زائر قبر شریف یوں دعا کرے اے خدا میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ نبی پاک ﷺ جو رحمت والے نبی ہیں یارسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ وہ میرے گناہ بخشے۔غنیۃ ص۳۳) بلکہ فرمایا جب تم اللہ سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔(بہجۃ الاسرار ص۶۳) وہابی ان تمام چیزوں کے خلاف ہیں بلکہ ان کو شرک و بدعت کہتے ہیں وہابیوں نے اگر رفع یدین کا حوالہ دینا ہے تو آپ کے عقائد بھی قبول کریں ورنہ ان کی کتاب سے حوالہ دینے کا کوئی حق نہیں رکھتے وہابی حضور غوثِ اعظم کے ان عقائد کو چھپاتے ہیں بلکہ ان کی کتابوں میں خیانت کرتے ہیں لہذا ان کا حضور غوثِ اعظم سے کوئی تعلق نہیں۔وہابی جب رفع یدین کا حوالہ پیش کریں تو آپ ساتھ یہ حوالہ جات بھی پیش کر دیں۔وہ خاموش ہو جائیں گے۔

......☆☆☆......

محبتوں اور جرأتوں کا قافلہ رواں دواں

(محمد عاصم محمود ایڈووکیٹ مرکزی ناظم اعلیٰ شیران اسلام پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف ومقاصد: شیران اسلام پاکستان نوجوانوں کی ایک ایسی تنظیم ہے جو نوجوانوں میں خوف خدا اور عشق رسول ﷺ کے چراغ روشن کر کے نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور نظریہ پاکستان کے تحفظ کیلئے جدوجہد کر رہی ہے۔ شیران اسلام پاکستان کا مقصد عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے خلاف جدوجہد کرنا ہے اور اولیاء کرام کے افکار و نظریات کو مشعل راہ بنا کر علاقائی، لسانی اور گروہی تعصبات کے خلاف امن و محبت اور بھائی چارے کا پیغام عام کرنا ہے۔

شیران اسلام پاکستان کا قیام 2000ء میں جامع مسجد خاتون جنت نقش لاثانی نگر شکر گڑھ، ضلع نارووال میں حضور مفکر اسلام حضرت قبلہ پروفیسر محمد حسین آسی ؒ کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں عمل میں آیا۔ تحریک کا آفاقی و انقلابی پیغام جہاں بھی پہنچا، نوجوانوں نے لبیک کہتے ہوئے جوق در جوق شمولیت اختیار کی اور الحمد للہ آج شیران اسلام کی ملک بھر میں شاخیں قائم ہیں۔

شیران اسلام نوجوانوں کے قلوب واذہان کو خوف خدا اور عشق رسول ﷺ سے سرشار کرنا چاہتی ہے تاکہ ہر نوجوان اپنی زندگی کے تمام گوشوں میں نبی آخر الزماں حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے رہنمائی حاصل کر کے دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔ تحریک میں شامل ہر نوجوان اس بات پر غیر متزلزل یقین رکھتا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس لئے وہ پل بھر کیلئے بھی غیروں سے نظریات کی بھیک مانگنا گوارا نہیں کر سکتا اور یہ کہ حضور نور مجسم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

الحمد للہ شیران اسلام کے کارکنان دین اسلام کے بارے میں کسی احساس کمتری کا شکار نہیں کیونکہ یہ ان کور بینوں میں سے نہیں جن کی نظر میں کسی فعل کا وزن صرف اس لئے کم ہو جاتا ہے کہ اس کے کرنے کا حکم اسلام نے دیا ہے، بلکہ اس بات کے مدعی ہیں کہ اگر ہم نظام مصطفےٰ ﷺ مکمل طور پر نافذ کر دیں تو دنیا ہم سے انداز حکومت سیکھنے کیلئے ہمارے سامنے زانوئے تلمذ طے کرے گی۔ یہ نوجوان اعلیٰ ترین مقاصد کے حصول کیلئے ہنگامہ برپا کرنے کے قائل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک ذرا سی بداخلاقی و غیر ذمہ داری بڑی سے بڑی نیکی کے اثرات کو ختم کرنے کیلئے کافی ہوتی ہے۔

شیران اسلام پاکستان نوجوان عقیدہ ختم نبوت پر نقب زنی کرنے والوں سے آہنی ہاتھوں نمٹنے کے قائل ہیں اور نبی آخر الزمان ﷺ کی عزت و آبرو پر سر کٹانا جانتے ہیں، بقول حضور مفکر اسلام ؒ

خدا کے نام پر سب کچھ لٹانا ہم کو آتا ہے
نبی ﷺ کی آبرو پر سر کٹانا ہم کو آتا ہے

یہ نوجوان اہل بیت اطہار، صحابہ کرام ؓ اور بزرگان دین کی عظمت کے معاملے میں بہت حساس ہیں اور کسی شخص کی طرف سے ان مقدس ہستیوں کیلئے نازیبا کلمات ان کیلئے ناقابل برداشت ہیں۔ یہ پورے خلوص کیساتھ دین کی سربلندی اور عظمت کیلئے سرگرم عمل ہیں اور دنیاوی جاہ و حشمت

اور مادی عیش وعشرت کا لالچ ان کو اپنے عزائم سے کبھی بھی باز نہیں رکھ سکتا۔ یہ نوجوان اپنے نصب العین کے حصول کیلئے قربانیاں دینا جانتے ہیں اور یہ زندگی کو آزمائش سمجھتے ہیں۔ ان کے پیش نظر اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام ؓ کے صبر واستقامت کی لازوال مثالیں موجود ہیں یہ اللہ رب العزت اور اس کے پیارے حبیب کریم ﷺ سے اجر کے متمنی ہیں اس لئے معاشرے کے ناسمجھ افراد کی طعنہ زنی ان کی رفتار سست نہیں کرسکتی۔ بقول شاعر مشرق

ہو تری خاک کے ہر ذرے سے تعمیر حرم

دل کو بیگانۂ انداز کلیسائی کر

عزم نو: زندگی نام ہے خوشیوں، مسرتوں اور دکھوں کے حسین امتزاج کا اور خوشیوں کا احساس تب ہوتا ہے کہ جب غموں سے پالا پڑتا ہے۔ سکھ کی اہمیت تب واضح ہوتی ہے۔ جب دکھ کے کانٹے چبھتے ہیں۔ برگد کی ٹھنڈی چھاؤں، ماں کی آغوش کی طرح تب محسوس ہوتی ہے جب انسان تپتی دوپہر میں آبلہ پائی کا مزہ چکھ چکا ہو۔

آج محبتوں کی سرزمین۔۔۔۔۔۔۔ امن وآشتی کا منبع۔۔۔۔۔۔۔ روشنیوں کا کشور سلامتی کا دیس۔۔۔۔۔۔ اولیاء کا فیضان، ہمارا پیارا پاکستان اغیار کی سازشوں اور اپنوں کی ناعاقبت اندیشیوں کی وجہ سے لسانی وگروہی عصبیتوں، مفاد پرستی، کرپشن، لادینیت کا شکار ہو چکا ہے۔ معاشی ناہمواریوں کی بناء پر غربت وافلاس ایک عفریت کی شکل اختیار کرتے جارہے ہیں۔ نظریاتی اساس کے خاتمے کیلئے نادیدہ قوتیں سرگرم عمل ہو چکی ہیں۔ نظریہ پاکستان کے مخالفین ملکی بقاء وسالمیت پر پے درپے حملے کررہے ہیں عقیدہ ختم نبوت کے خلاف فتنہ قادیانیت برسرپیکار ہے۔ نوجوان نسل کو مغربی میڈیا کے ذریعے گمراہی کی دلدل میں دھکیلا جارہا ہے۔ اچھائیوں کا سبق پڑھانے والے اور نیکی کا نور عام کرنے والے بھی اب خاموش نگاہوں سے کسی غیبی امداد کے منتظر ہیں۔ یہ صورتحال آنے والے وقت کی سنگینی کا احساس دلا رہی ہے۔

اس طوفان بلاخیز میں ان بلاؤں کا مقابلہ کس نے کرنا ہے؟ اور ملک کی نظریاتی اساس کو بے ثمر کرنے والے ہاتھوں کو کون روکے گا؟ خوشحال اور عظیم تر پاکستان کیلئے بے غیرتی کے بھنور میں ہچکولے کھاتی وطن عزیز کی ناؤ کو ساحل آشنا کون کرے گا؟ کون ہے جو میری دھرتی کو نظام مصطفیٰ ﷺ کی روح پرور بہاریں دے؟ کون ہے جو وطن عزیز میں دین اسلام کی محبتوں کے چراغ روشن کرے؟ کون ہے جو عشق رسول ﷺ کی شمع جلائے اور کفر کا نام مٹائے؟ کون ہے جو پرچم حق لہراتے ہوئے باطل پہ چھا جائے؟ کون ہے جو نعرہ تکبیر لگا کر جبر مکرو ریا توڑے؟ اور طوفانوں کے رُخ موڑ کر کفر کے قصر کون ہلائے گا؟ پوری ملت اسلامیہ غفلت وپستی کی چادر اوڑھے سو رہی ہے۔ ایسے میں ایک امید کی کرن۔۔۔۔۔۔ روشنی کی چمک۔۔۔۔۔ تم ہی تو ہو۔۔۔۔۔۔۔ نوجوانو۔۔۔۔ آگے بڑھو۔۔۔۔۔۔۔۔ قدم سے قدم ملا کر یہ سعادت عشق مصطفیٰ ﷺ سے سرشار کاروان "شیران اسلام پاکستان" کے غیور نوجوانوں کو ملی ہے کہ انہوں نے اپنی فکر اور سوچ کے ذریعے لوگوں کی نئی منزلوں کیطرف رہنمائی کی ہے اور یہی نوجوان ہیں جو دور حاضر میں ملک وملت کے تحفظ اور "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کے مقدس فریضہ کو سرانجام دے رہے ہیں۔

شیران اسلام پاکستان کے جوان ہمت ساتھی نہایت خوش نصیب وخوش بخت ہیں کہ ان کے سالار وہ عظیم جرنیل ہیں کہ جن کے قلم کی نوک نے دشمنان ملک وملت کے کلیجے چیر دیئے کہ جن کی شعلہ نوائی نے ہزاروں محافظان ناموس رسالت کی فوج تیار کردی۔ کہ جن کے مے خانے سے محبت رسول ﷺ کے ایمان افروز جام پلائے جاتے ہیں اور زندگیاں انقلاب آشنا ہوتی ہیں۔ جو زندگی کے خاکوں میں ایسے چراغ روشن کرتے ہیں

اور مہکتے پھول اگاتے ہیں کہ انسانی زندگیاں تابناک اور خوشبودار ہو جاتی ہیں۔

وہ عظیم ہستی حضور نقش لاثانی ؒ کے علمی، فکری اور روحانی مشن کے نقیب حضور مفکر اسلام حضرت قبلہ پروفیسر محمد حسین آسی ؒ ہیں، جنھوں نے مایوسیوں و نا امیدیوں کے اس زوال پذیر دور اور قحط وفا میں غلبہ دین حق کی بحالی اور احیائے دین کی عظیم تحریک ''شیران اسلام'' کی بنیاد رکھ کر ''جاگو شیران اسلام اٹھو شیران اسلام'' کا نعرہ لگایا۔

آیئے اس جراتوں محبتوں کے کاررواں میں کام کر کے فیض محبت کو عام کریں کیونکہ بقول بانی تحریک حضور مفکر اسلام ؒ

دنیا کو آزادی کا دینا ہے پیغام تمہیں　　　گرتے ہوئے انسانوں کو لینا ہے اب تھام تمہیں

آسی دہشت گردوں سے لڑنا ہے صبح و شام تمہیں　　　فیض محبت کرنا ہے نقش لاثانی کا عام

جاگو شیران اسلام، اٹھو شیران اسلام

پرچم حق لہراؤ شیرو: وطن عزیز پاکستان ہمارے اکابرین نے بے پناہ قربانیوں سے حاصل کیا۔ ان کے پیش نظر یہ اس پاک وطن میں اسلام کا بول بالا تھا۔ غلامان مصطفیٰ، نظام مصطفیٰ ﷺ کے سانچوں میں ڈھل کر اسلامی معاشرے میں سانس لیں گے۔ ہندووانہ رسوم و رواج سے پاک ایک الگ خالص اسلامی معاشرہ تشکیل پائے گا۔ جو پوری انسانیت کیلئے نہ صرف مثال ہوگا بلکہ رہنمائی کرنے والا ہوگا۔ مگر افسوس کہ وطن عزیز پاکستان کے قیام کے بعد ہم اپنی منزل کو بھول کر ذاتی مفادات کا شکار ہو گئے۔ آج تقریباً (63) برس بعد ہماری حالت انتہائی افسوسناک ہے۔ ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے۔ ہر شخص ملکی تعمیر و ترقی کے جذبے سے عاری اور اسلامی تعلیمات سے کوسوں دور ہے۔ ہر فرد اپنی ہی دھن میں مگن ہے۔ حکمران ہیں اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے مسئلہ سے دوچار ہیں۔ سرمایہ کاروں اور دکانداروں کو اپنے منافع کی فکر ہے۔ مزدوروں کو اپنی مجبوریوں کا رونا ہے۔ مسجدیں ویران اور خانقاہیں خاموش ہیں۔ لاقانونیت اور دہشت گردی اپنے عروج پر ہے۔ مرزائیت عقیدہ ختم نبوت پر پے در پے وار کر رہی ہے۔ غرض ہر طرف جنگل کا قانون نافذ ہے۔

اگر ہمارے نظام تعلیم کو دیکھیں تو اسکی حالت انتہائی دگرگوں ہے اور وہ ایسے افراد تیار کر کے معاشرے میں بھیج رہا ہے کہ جن کی مثال ''زندہ جسموں میں مردہ روحوں'' کی سی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک میں صحیح اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ ہموار کی جائے۔ اور اس مقصد کے حصول کیلئے افراد کے اذہان میں روحانی انقلاب برپا کرنا ہوگا۔ کیونکہ جب روحانی انقلاب آئے گا۔ تو ظاہر و باطن ساری خباثتیں خود بخود دفن ہو جائیں گی۔ لیکن یہ روحانی انقلاب اس وقت تک نہیں آسکتا کہ علمی، فکری اور نظریاتی حوالے سے ان کی صحیح تربیت نہ کی جائے۔ کیونکہ ایک بہتر تربیت یافتہ نوجوان ہی عملی میدان میں آکر بہترین مستقبل کی ضمانت بن سکتے ہیں۔ بقول شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال ؒ

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

شیران اسلام پاکستان ملک میں جو صحیح اسلامی معاشرے کا قیام چاہتی ہے اور اسلامی فلاحی حکومت تعمیر کر سکیں۔ اور ایسے نظام تعلیم کیلئے کوشاں ہے جو تعلیم کیساتھ ساتھ تربیت کا بھی اہتمام کرے۔ ایسا نظام جہاں اسلامی تعلیمات کا پرچار ہو۔ جہاں حکمران رعایا پر ظلم نہ کریں بلکہ اُن کے غمگسار اور خدمت گار بنیں۔ جہاں غربت وامارت کا فرق نہ رہے اور مزدور و سرمایہ دار ایک دوسرے کے مفادات کا خیال کریں۔ جہاں مسجدیں بارونق، مکتب آباد ہوں اور خانقاہیں معاشرے میں فیوض و برکات بانٹیں۔ ایسا نظام جو ہمارے اذہان کو امام ابو حنیفہ ♦ جیسی بلند پایہ ہستیوں کے علوم سے آشنا کرے۔ غزالی و رازی کے افکار کی تجلیاں بخشے۔ ہمارے بازوؤں کو جوہر حیدری دکھانے کی رمزیں سمجھائے۔ ہماری نظر کو شیخ مجدد اور خواجہ اجمیری کے فیضان نگاہ سے اور بصیرت عطا کرے۔ ہمارے دلوں کو رومی و جامی اور امام احمد رضا کے عشق رسول ♏ کی سرمستیوں سے سرشار کر کے سوز اقبال پیدا کرے جو ٹیپو سلطان، صلاح الدین ایوبی، طارق بن زیاد، اور محمد بن قاسم جیسے مجاہد پیدا کرے۔ جو ابن سینا، البیرونی اور ابن الہیثم جیسے عظیم سائنسدان پیدا کرے۔ قوم کو فاطمہ بنت عبد اللہ جیسی بیٹیاں اور جگر کے ٹکڑے قربان کرنے والی مائیں عطا کرے۔ جو عظمت رسول ♏ پر جان کا نذرانہ پیش کرنے والے غازی علم دین شہید اور عامر چیمہ شہید جیسے بہادر اور نڈر عطا کرے جو نوجوانوں کو زمانے کی ہر مشکل کو اپنے پائے استقامت سے کچل ڈالنے کے قابل بنائے۔ غلامی رسول ♏ کے جذبے سے سرشار ہو کر موت کے خوف سے آزاد کر دے۔ ہر جابر و ظالم کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے کا اہل بنائے۔ صوبائیت اور علاقائیت کی بجائے پاکستانیت کا درس دے۔ جو معبود حقیقی رب کریم کا خالص بندہ اور محبوب حقیقی رسول کریم ♏ کا سچا غلام بنائے۔ شیران اسلام اس قدر عظیم نصب العین کی سربلندی کیلئے فداک یارسول اللہ ♏ کا خیبر شکن نعرہ لگا کر آپ کو جراتوں اور استقامتوں کا ہمالہ بنانا چاہتی ہے۔ بزبان حضور مفکر اسلام ♋:

پرچم حق لہراؤ شیرو　　　باطل پہ چھا جاؤ شیرو

اٹھو شیران اسلام! اس لئے کہ اسلام کے دشمن قیامت کی چال چل رہے ہیں۔ معرکہ حق و باطل پیش ہے اور جگہ جگہ حشر بپا ہے۔ اس وقت باطل کا راستہ روکنا اور شیطان کو ٹوکنا ہم سب کا بڑا فرض ہے۔ اور فرض بھی ایک قرض ہوتا ہے۔ جو لمحہ بہ لمحہ اتارتے رہنا چاہیے۔ کل اسلاف نے شرکا منہ توڑا تھا۔ اب اخلاف کی باری ہے لہذا جاگو شیران اسلام اٹھو شیران اسلام، بقول حضور مفکر اسلام ♋

اے فرزندانِ توحید لے کر اپنے رب کا نام
اے جانبازانِ سرکار ♏ پی کر عشق نبی ♏ کا جام
پھیلا دو دنیا میں نور توڑ کے سب ظلمات کے دام
دین خدا کی تم پہچان ، ختم رسل کا تم پیغام
دنیا میں ستانا کیا ، خلد میں کر لینا آرام

جاگو شیران اسلام، اٹھو شیران اسلام

حضور مفکرِ اسلام کے مدینہ میں شب و روز

محقق دوراں جناب حافظ نصر اللہ صاحب آسوی (مدینہ شریف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ سے مدینہ منورہ میں میری پہلی ملاقات﴾

یہ تقریباً ۲۰۰۰ء کی بات ہے کہ سیالکوٹ کے ایک عطاری صاحب سے ملاقات ہوئی تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب بھی مدینہ منورہ میں حاضر ہیں تو مجھے بہت خوشی ہوئی میں نے آپ سے ملاقات کی آرزو ظاہر کی تو اس نے ایک دن عشاء کے بعد ملاقات کرادی اب بھی وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہیں کہ آپ روضہ پاک اور جنۃ البقیع کے درمیان رونق افروز تھے مجھے بہت خندہ پیشانی کے ساتھ ملے اور مدینہ منورہ کے متعلق باتیں پوچھتے رہے اب وہ ساری باتیں مجھے یاد نہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ اہل اللہ ان نجدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ ان کی حکومت کب ختم ہوگی جو کچھ میں نے سنا تھا وہ بیان کیا پھر میں نے کھانے کی دعوت دی جو آپ نے نہایت کرم فرماتے ہوئے قبول فرمائی اور پھر میرے لئے دعا فرمائی اور مدینہ منورہ کی کچھ زیارات کے متعلق دریافت فرمایا تو میں آپ کو ڈاکٹر عاشق صاحب اوکاڑوی صاحب کے گھر لے گیا جو کافی عرصہ سے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور میں ان کے بچے پڑھایا کرتا تھا جمعۃ المبارک کا دن تھا وہ اپنے گھر میں ہر جمعہ کو محفل کرتے تھے اور زائرین مدینہ اور بالخصوص علماء کو بھی مدعو کرتے تھے تو وہاں پر میں نے حضور مفکر اسلام سے تقریر کرنے کی فرمائش کی تو آپ نے بڑی پر مغز تقریر فرمائی جسے حاضرین نے بڑا پسند کیا تو پھر میں نے ڈاکٹر صاحب سے عرض کیا کہ حضور مفکر اسلام خاص زیارتیں کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے کمال محبت سے خاص زیارتیں کرائیں جنہیں دیکھ کر حضور مفکر اسلام نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور پھر مجھے کچھ کتابیں خریدنے کا حکم دیا تو میں نے عرض کیا کہ آپ بھی ساتھ چلیں تو فرمایا کہ نہیں تم خود ہی خرید لو تو میں نے مطلوبہ کتابیں خریدیں اور کچھ کتابیں اپنی طرف سے بھی پیش کیں تو صوفی اقبال صاحب سے فرمایا دیکھو نصر اللہ نے مجھے یہ کتابیں گفٹ کی ہیں۔

روضہ مطہرہ کا ادب:

اب بھی وہ مکاں میرے پیش نظر ہے جہاں حضور مفکر اسلام رہائش پذیر تھے آپ سارا دن حرم شریف میں رہتے اس وقت گھر واپس جاتے جب مسجد کے دروازے بند کر دیئے جاتے تو پھر گھر واپس آتے صوفی اقبال صاحب ان خوش نصیبوں میں سے تھے جنہیں آپ کا خاص قرب نصیب تھا وہ بیان کرتے ہیں کہ گھر کافی دور تھا لیکن آپ جب حرم شریف سے نکلتے تو روضہ پاک کی طرف پشت نہیں کرتے تھے الٹے قدم چلتے تھے چاہیں گر جائیں لیکن پشت پھیر کر چلنا گوارا نہیں تھا صوفی اقبال صاحب کا بیان ہے حضور مفکر اسلام اکثر فرماتے صوفی صاحب میں نے کچھ بھی نہیں کیا ایسے ہی بچوں کی طرح پاگلوں کی طرح زندگی گذار دی ہے کچھ کام نہیں کیا میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی جب ہم مکہ مکرمہ گئے اور منی میں قیام کیا تو وہاں ایک دن عرفان شاہ صاحب کے بھائی مولانا مظہر قیوم شاہ صاحب سے ملاقات ہوگئی تو میں نے ان کو بتایا کہ حضور مفکر اسلام بھی آئے ہیں تو وہ بہت بیمار تھے لیکن اس کے باوجود ملاقات کی خواہش ظاہر کی تو میں نے حضور مفکر اسلام کو بتایا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا واہ صوفی تو کیسے کیسے لوگوں سے ملاقات کرواتا ہے ان کی ملاقات کے لئے پہنچے تو پھر آپ نے فرمایا کہ میں ایک مجلّہ نکالنا چاہتا ہوں اور مدرسہ کھولنا چاہتا ہوں تو انہوں نے فرمایا ضرور کھولو میرے لائق جو خدمت ہو تو مجھے بتاؤ میں حاضر ہوں تو اس وقت یہ بات

میری سمجھ میں آئی کہ آپ بار بار کیوں فرماتے تھے کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا ایسے ہی بچوں کی طرح زندگی گذار دی ہے۔

پھر جب میں ۲۰۰۰ء میں پاکستان آیا تو خود بھی آپ نے مجھے فرمایا کہ مدینہ پاک میں حاضری کے دوران بار بار مجھے خیال آتا تھا کہ میں نے جا کر کوئی کام کرنا ہے۔ گویا رسول اللہ ﷺ حضور مفکر اسلام کو دین کی خدمت کے لئے اشارہ فرما رہے تھے۔ کہ تم نے دین کا کام کرنا ہم تمہاری ڈیوٹی لگا رہے ہیں اللہ اور رسول کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔

تاجدار علی پور شریف کے وابستگان کے لئے بشارت:

ایک مرتبہ فرمایا: کہ میں مکہ المکرمہ منیٰ میں رات گئے اکیلا بیٹھا ہوا تھا اور متفکر تھا کہ ہمارا کیا بنے گا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے مجھے بشارت دی کہ ہم نے اپنی آل کا ایک کوزہ رکھا ہوا ہے ان میں ایک حصہ علی پور شریف کا بھی ہے قیامت تک جو بھی ان کے سلسلہ سے وابستہ ہوگا ان کی بخشش کا میں ضامن ہوں۔ سبحان اللہ

مرید ہونے کا واقعہ

مجھے بچپن میں لاہور ٹھوکر نیاز بیگ میں ایک پیر کا مرید کرا دیا گیا اس وقت مجھے مرشد کی شرائط کا علم نہیں تھا جب میں کچھ سمجھدار ہوا اور شرائط مرشد پڑھیں تو پتہ چلا کہ میرے پیر صاحب میں وہ شرائط مفقود ہیں۔ مولانا امجد علی اعظمی صاحب فرماتے ہیں: پیری کے لئے چار شرائط ہیں قبل از بیعت ان کا لحاظ فرض ہے۔ (۱) اول سنی صحیح العقیدہ ہو (۲) دوم اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے (۳) سوم فاسق معلن نہ ہو (اعلانیہ گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو یعنی شریعت کا پابند ہو) (۴) چہارم اس کا سلسلہ نبی پاک ﷺ تک متصل ہو۔ (بہار شریعت حصہ اول ص ۴۹)

اس زمانہ میں وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری مریدی بھی شروع کر دی ہے حالانکہ یہ اولیاء کے تصرفات کے منکر ہیں اگر کسی بدعقیدہ کے جال میں پھنس گئے تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ وہابی تو وہابی رہے بعض سنی کہلانے والے میلاد وغیرہ کرانے والے اندر سے بدعقیدہ ہوتے ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھتے ہیں ایک ولی ساتھ بغض رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ اعلان جنگ کرتا ہے تو جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھے وہ ہرگز نہ سنی ہے نہ پیر ہے۔ اسلئے مفتی محمد اشرف صاحب آف گجرات فرماتے ہیں کہ اس دور میں شرائطِ مرشد پانچ ہیں پیر کا مسلک امام احمد رضا پر ہونا ضروری ہے یعنی حنفی بریلوی ہونا جو کہے کہ میں ہر ایک کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہوں وہ بدعقیدہ ہے اس کی بیعت کرنا جائز نہیں۔ میں نے علماء سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ تمہارے پیر میں شرائط مفقود ہیں ایک تو انہیں خلافت ہی حاصل نہیں دوسرا وہ جاہل بھی ہیں لہذا تمہاری بیعت نہیں ہوئی۔ تمہیں کسی کامل پیر کا بیعت ہونا چاہئے پیر کی تلاش شروع ہوئی بہت سے لوگوں سے پوچھا خود بھی سوچتا رہا معیار یہ تھا کہ پیر لالچی نہ ہو حق کی بات کرنے سے خوف نہ کھاتا ہو حق بات پر اپنے اور غیر کا لحاظ نہ کرتا ہو، شریعت کا پابند ہو اور زبردست عالم ہو۔ قبلہ آسی صاحب نے پورے ایک سال کا ,,مجلۃ الحقیقہ،، جلد کروا کر محمد عالم ایڈووکیٹ کے ہاتھ مدینہ پاک بھیجا جسے پڑھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ اور زبانی بھی حضور مفکر اسلام کے کچھ واقعات سنائے بالخصوص یہ واقعہ کہ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے وقت جمع شدہ رقم پر منافع لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ مجھے صرف میری اصل رقم لوٹا دی جائے۔ میں نے محمد عالم صاحب سے کہا کہ حضور مفکر اسلام سے میرے لئے دعا کرانا انہوں نے پوچھا کہ تم کیا دعا کرانا چاہتے ہو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے قبلہ آسی صاحب جیسا بنا دے۔

ایک مرتبہ حضرت علامہ حکیم عبدالرزاق صاحب خطیب نور کوٹ جب حج پر گئے تو ان کے ہاتھ میں نے دو کتابوں حاضر و ناظر اور اختیاراتِ نبی ﷺ،، کا مسودہ بھیجا اور ساتھ کچھ رقم بھی کہ حضور مفکر اسلام کو پیش کرنا اگر اشاعت کے قابل ہوں تو انہیں شائع کیا جائے میرا خیال تھا کہ آپ ان کو دیکھ کرنا قابلِ اشاعت قرار دیدینگے۔ کہ دین کا ایک معمولی سا طالب کیا کتابیں لکھے گا لیکن آپ نے اتنی ذرہ نوازی فرمائی کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا اسے شائع بھی کیا اور ان پر زبردست تقریظ بھی لکھی۔ جو میرے لئے بہت بڑی سعادت اور سرمایہ زندگی ہے۔ فرمایا. میں نے ابو ابراہیم کو زمانہ طالب علمی میں دیکھا تھا لیکن یہ دیکھنا بہت عارضی اور سرسری تھا۔ ان کا اصل تعارف بارگاہِ نبوت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں ہوا میں مدینہ شریف میں تھا، میرے ساتھ میرے یار جانی سراپا برکت صوفی محمد اقبال سیالکوٹی مدظلہ تھے، ہم مسجد نبوی کی پہلی اور ابتدائی حدود میں کھڑے تھے کہ ابو ابراہیم سے ملاقات ہوگئی۔ میں اس بار شہنشاہ ولایت ،شبلی زمانہ شیخ یگانہ قیوم زمانی حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کے مزار شریف واقع علی پور سیداں شریف میں عرض کر کے گیا تھا کہ حرمین شریفین کے سفر میں ساتھ ہی رہنا تا کہ مجھ سے حماقتیں سرزد نہ ہوں۔ چنانچہ پیرو مرشد کی غیر محدود برکتوں میں سے ایک یہ ہوئی کہ مکہ معظمہ میں ایک طارق جمال صاحب مل گئے اور مدینہ منورہ میں ابو ابراہیم، مکہ والے دوست میں بصیرت زیادہ تھی اور مدینہ والے میں محبت زیادہ تھی۔ اللہ ان دونوں پر اپنی رحمت و برکت کے مزید دروازے کھول دے، آمین (میں اور میرا یار صوفی اقبال ان دو کے لئے بہت دعائیں کرتے ہیں۔)

جب آپ حج سے واپس پہنچے تو ایک خط بھی تحریر فرمایا وہ میرے پاس ہے میں وصیت کر جاؤں گا کہ وہ میرے کفن میں رکھ دیا جائے تا کہ میری بخشش کی گواہی اور نجات کا ذریعہ بن جائے۔ فرمایا مدینہ منورہ کے تحفوں کی کوئی حد نہیں اور یہاں کے ایک تحفے کا نام ہے حافظ نصر اللہ پاکستانی ہے مولانا میں ان الفاظ میں چاپلوسی نہیں کر رہا بلکہ ایک محسن کے احسانات کا شکریہ ادا کر رہا ہوں حقیقت یہ ہے کہ میری اور آپ کی ملاقات محض اتفاق سے نہیں تھی بلکہ حضور شہنشاہ مدینہ سرورِ قلب وسینہ ﷺ کے کرم سے ہوئی اور قیام شہر حبیب کے بہت سے پہلو میرے سامنے لانے کے لئے ہوئی۔

جب میں پاکستان آیا تو جس خلوص اور محبت کا اظہار آپ نے فرمایا وہ پورے پاکستان میں مجھے کہیں نہ مل سکا آپ کے یہاں شریعت کی پوری پابندی دیکھی آپ کے شاگردوں، عقیدت مندوں، شیرانِ اسلام اور مریدوں کو دیکھا تو مجھے ہر ایک سے حضور مفکر اسلام کی خوشبو محسوس ہوتی۔ حسنِ تربیت اور ادب و احترام کا اتنا اعلیٰ معیار کہیں نظر نہ آیا جسے دیکھتا وہی مجھے اپنے پیر کا عکس نظر آتا۔ ایک بار میں نے کتابوں کے اشاعت کے لئے چالیس ہزار دیا تو آپ نے اسے ہاتھ تک نہیں لگایا بلکہ دیکھا تک نہیں کسی کو بلا کر وہ رقم ان کے سپرد کر دی میں حیران رہ گیا صوفی اقبال صاحب نے بتایا کہ آپ پیسے کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ ایک بار میں نے عرض کی حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے عالم بنا دے فرمایا۔ اللہ سے عشق رسول مانگو صرف علم نہ مانگو۔ میرے دل نے گواہی دی کہ نصر اللہ جس مرشدِ کامل کی تجھے تلاش تھی جس میں ہر قسم کی خوبی پائی جاتی ہو وہ حضور مفکر اسلام کی شکل میں تیرے سامنے موجود ہیں اب دیر نہ کرو چنانچہ میں نے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کی آرزو ظاہر کی تو آپ نے اپنی غلامی میں قبول فرمایا چنانچہ میں اور میری بیوی اور محمد مدنی جس کی عمر پانچ سال تھی ہم تینوں نے شرف بیعت حاصل کیا محمد مدنی کے بارے میں فرمایا جب یہ بڑا ہوگا اس کو ذکر اذکار سکھا دینا اور ام ابراہیم کو بیعت کرتے وقت سامنے چارپائی رکھ کر پردہ کر لیا اور کپڑے کے ذریعہ بیعت کی، پردہ کا اتنا اہتمام اور شریعت کی اتنی پابندی اس دور میں ملنا بہت مشکل ہے۔

آستانہ مرشد کا ادب واحترام:

میں نے مدینہ منورہ میں بعض لوگوں کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے روضہ انور پر سلام پڑھ رہے ہوتے ہیں اور ہاتھ میں جوتی پکڑی ہوتی ہے لیکن حضور مفکر اسلام کی ہر ادا نرالی تھی۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ تمہیں آستانہ عالیہ علی پور شریف لیکر جانا ہے جب وہاں پہنچے تو میں نے آپ کی جوتی پکڑنے کی کوشش کی تو آپ ناراض ہوئے فرمایا دربار شریف پر جانا ہے اور تم نے جوتی کو ہاتھ لگا دیا ہے اب ہاتھ دھو کر آؤ۔

تنظیم شیران اسلام قائم کرنے کا پس منظر:

شیران اسلام تنظیم بنانے کا محرک حافظ سعید کی ایک نجدی تحریک ,,لشکر طیبہ،، تھی جس نے جہاد کے نام پر قوت حاصل کی وہ اتنی طاقتور ہو چکی تھی کہ حکومت بھی اس کے سامنے بے بس تھی اور اس پر ہاتھ ڈالنے سے ڈرتی تھی یہ مذہبی دہشت گرد سر عام تحریری اور تقریری طور اولیاء کرام کو گالیاں نکالتے تھے اور رسالوں میں چھاپا جاتا تھا کہ داتا گنج بخش علی ہجویری بابا فرید گنج شکر اور علامہ اقبال کے روحانی پیر جلال الدین رومی وغیرہ یہ سب مشرک اور شرک پھیلانے والے اور ان کے آستانے شرک کے اڈے ہیں۔ (نعوذ باللہ) اور ان کے عرس کے موقع پر ہنگامہ آرائی کر کے سنیوں کو تنگ کیا جا رہا تھا جیسا کہ شرقپور شریف میں عرس کے موقع پر اسلحہ سے لیس ہو کر طاقت کا مظاہرہ کیا گیا اور عرس پر آئے ہوئے لوگوں کو منتشر کر دیا گیا یہ سنی نوجوانوں کو اٹھا لے کر جاتے تھے اور ان سے زبردستی اپنے مسلک کا کام کرواتے تھے اگر کوئی نہیں مانتا تھا تو اس کو قتل کر کے یہ مشہور کر دیتے تھے کہ فلاں آدمی جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا مسجدوں پر قبضے کئے جا رہے تھے کوئی ان کے خلاف آواز اٹھانے کا جراءت نہیں کرتا تھا بعض مولویوں نے اپنے دفاع کے لئے تو باڈی گاڈر کھے ہوئے تھے لیکن اولیاء کرام اور مسلک اہل سنت کے دفاع کے لئے کوئی تیار نہ تھا نجدی تحریک کو جواب دینا یا ہندو پاک میں اسلام پھیلانے والے اولیاء کرام کے تحفظ کے لئے کوئی لفظ بولنا یا لکھنا اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنے کے مترادف تھا ایسے مخدوش حالات میں ایک اللہ کے شیر کی آواز اٹھی جس نے نجدیت کے ایوانوں میں ہل چل مچادی بے سروسامانی کے عالم میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اولیاء کرام اور مسلک اہل سنت کے دفاع میں آواز اٹھانے والے تاجدار علی پور شریف کے ایک باادب خادم، مرید صادق اور اللہ کے شیر قبلہ حضور مفکر اسلام رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کو اپنے پیرو مرشد سے یہی سبق ملا تھا کہ ,, آ سی دنیا میں صرف ایک ہی مرتبہ آنا ہے حق بات کہنے سے کیا ڈرنا،،۔ آپ نے حج سے واپسی کے بعد ان حالات کے پیشِ نظر ایک ,, مجلّہ،، نکالنے اور سنی نوجوانوں کی ایک تنظیم بنانے کی ضرورت شدت سے محسوس کی چنانچہ ,, ماہنامہ الحقیقہ ،، کا اجراء ہوا اور اس کے ذریعہ سے نجدی تحریک کیخلاف ایک بھرپور اور موثر آواز اٹھائی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ,, ماہنامہ الحقیقہ ،، پوری دنیا میں اہل سنت کا ایک محبوب مجلّہ اور حق و باطل کی پہچان بن گیا ہر ماہ اس کا بڑی شدت سے انتظار کیا جاتا تھا اس کے ذریعہ سے نوجون نسل بالخصوص کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبا اور طالبات کی اصلاح ہوئی سنیوں کے حوصلے بلند ہوئے اور باطل کے ایوانوں میں مُردنی چھا گئی اور وہ بوکھلا اٹھے بعض لوگوں نے آپ کو خوف زدہ کرنے کی کوشش کی کہ حضرت مصلحت سے کام لیں زیادہ سختی نہ کریں ان کو اتنا ننگا نہ کیا جائے۔ یہ لوگ بڑے خطرناک ہیں ان کے ہاتھ بڑے لمبے ہیں جان سے مار دیتے ہیں کچھ اپنا بھی خیال کریں لیکن جن کی تربیت حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہو جن کا پیر کامل ہو اور مرید صادق کو اپنے پیر کی بندہ نوازی پر مکمل بھروسہ ہو وہ حالات کے قدموں میں نہیں گرتا۔ وہ موت سے ہرگز نہیں ڈرتا۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں

حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا ٹوٹے بھی ستارہ تو زمیں پہ نہیں گرتا

گرتے ہیں سمندر میں دریا تو ہردم لیکن کسی دریا میں سمندر نہیں گرتا

آپ نے فرمایا: تم مجھے موت سے ڈراتے ہو مجھے موت سے خوفزدہ نہ کرو میرے راستے میں رکاوٹ نہ بنو مجھے حق بات کہنے دو میں اس زمین پر زندہ ہی نہیں رہنا چاہتا جس پر اللہ کے محبوبوں کو گالی دی جائے اور انہیں مشرک کہا جائے

اوروں کو دیں حضور پیغام زندگی

میں موت ڈھونڈتا ہوں زمین حجاز میں

آپ کلمہ حق بلند کرنے میں اتنے نڈر تھے کہ وقت کے جابر حکمرانوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے اور انہیں بھی شریعت کی خلاف ورزی پر تنبیہ فرماتے تھے اس پر آپ کے اداریے گواہ ہیں۔ اور پھر اس کے بعد ایک مخلص باوفا تنظیم بنام ,,شیران اسلام،، کا قیام عمل میں لایا گیا جس کی اپنوں نے بھی مخالفت کی لیکن آپ کے سامنے ایک عظیم مقصد تھا کہ نجدی غنڈوں کے مقابلہ میں ایک عاشقان رسول اور مجاہدین ختم نبوت پر مشتمل تنظیم کا قیام وقت کی ضرورت ہے کہ وہ لوگ جو شرقپور شریف اور دیگر مزاروں کے زائرین کو عرس کے موقع پر تنگ کر رہے ہیں وہ کل کو آستانہ عالیہ علی پور شریف بھی پہنچ سکتے ہیں چنانچہ آپ نے یہ تنظیم بنا کر طوفان وہابیت کے آگے بند باندھ دیا اور شیران اسلام کی یہ مبارک جماعت جن کے سروں پر اولیاء کا سایہ تھا اور اس کا بانی بھی اللہ کا ولی تھا آپ کی امیدوں پر پوری اتری اور اس نے آستانہ عالیہ علی پور شریف پر عرس کے موقع پر بھرپور مظاہرہ کر کے سعودی ریال سے پلنے والی وہابی تحریک ,,لشکر طیبہ،، کو یہ پیغام دے دیا کہ خبردار ہر وہ آنکھ پھوڑ دی جائے گی جو ان آستانوں کی طرف بدنیتی سے اٹھے گی حضور مفکر اسلام کے اخلاص کی برکت تھی کہ اس کے بعد کسی بدمذہب کو درباروں پر گستاخی کرنے کی جراءت نہ ہوئے بلکہ ان کی تحریری گستاخیاں بھی بند ہو گئی باوفاؤں کی یہ جماعت اولیاء کرام کے دفاع میں سربکف ہو کر اٹھی اور پورے پاکستان میں چھا گئی اور تاجداران علی پور شریف کی ان پر خاص عنایت تھی اور ان کا خاص تصرف تھا کہ کچھ عرصہ بعد ,,لشکر طیبہ،، پر پابندی لگا دی گئی اور وہ بالکل ختم ہو کر رہ گئی لیکن اس کے برعکس شیران اسلام کی یہ نیک جماعت قبلہ آسی کے مشن کو حرز جاں بنائے ہوئے ہے۔

حضور مفکر اسلام قبلہ آسی رحمۃ اللہ علیہ کا مشن کیا تھا اللہ کے پیاروں سے پیار اور ان کے دشمنوں سے دشمنی

رسول اللہ تو صدقے جان میری اے فانی زندگی قربان میری

ہے جو زندگانی باقی یہ ارادہ کر لیا ہے

تیرے دشمنوں سے آقا میں مروں گا لڑتے لڑتے

آپ کے پاس اگر کوئی حاجت مند اور پریشان حال آتا تو آپ فرماتے ,,الحقیقہ،، اور ,,شیرانِ اسلام،، کے لئے کام کرو اگر وہ ایسا کرتے تو ان کے کام خود بخود ہو جاتے اور پریشانیاں دور ہو جاتیں۔ قبلہ آسی صاحب سچے عاشق رسول تھے دن رات دین کی فکر تھی بعض مولوی اپنے آپ کو عاشق رسول کہتے ہیں لیکن اپنی تقریروں کے ریٹ مقرر کر رکھے ہیں۔ وہ کیسا عاشق ہے جو اپنے محبوب کا ذکر کرنے کی قیمت مانگے۔

......☆☆☆......

شیران اسلام اور مجلہ الحقیقہ

حضرت علامہ محمد سعید عامر آسوی حسینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۹۸۶ء میں قیوم زمانی، قطب ربانی حضور نقشِ لاثانی علیہ الرحمہ نے قوم کو دو تحفے دیئے۔

(۱) بزمِ لاثانی: غیر سیاسی خالصتاً مذہبی تنظیم۔

(۲) انوارِ لاثانی: اسلامی جرائد میں ایک خوبصورت اور موثر جریدہ۔

حضور مفکرِ اسلام کو ماہنامہ انوارِ لاثانی کا مدیر مقرر کیا گیا جبکہ بزمِ لاثانی میں ناظم اعلیٰ کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ بزمِ لاثانی کے قیام کے ساتھ ہی حضور نقشِ لاثانی نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ نوجوانوں کی سطح پر بھی ایسی کوئی جماعت ہونی چاہیے نیز عقیدہ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے بھی اہلِ سنت کا ایک مضبوط پلیٹ فارم ہونا چاہیے۔ حضور مفکرِ اسلام نے ان باتوں کو یاد رکھا اور ان خواہشات کی تکمیل کے لئے تگ و دو جاری رکھی۔

بالآخر یہ خواہشات اس وقت پایہ تکمیل کو پہنچیں جب ۱۹۹۹ء میں 'شبانِ بزمِ لاثانی' بنا کر نوجوانوں کو دین کی خدمت کے لئے ابھارا۔ اسی شبانِ بزمِ لاثانی کو 2000ء میں حضور نے شیرانِ اسلام کا نام دے کر ولولہ تازہ اور کمال جذبہ کے ساتھ ہی دینی مساعی کا آغاز فرمایا۔ جب کہ ۱۷۔صفر ۱۴۲۵ھ (۸ اپریل ۲۰۰۴ء) کو بغرض علاج میو ہسپتال لاہور میں قیام کے دوران ویسٹ میڈیکل وارڈ میں شعبۂ تحفظِ ختمِ نبوت (شیرانِ اسلام) کی بنیاد رکھ کر اپنے شیخ کی دوسری خواہش کو بھی پورا کر دیا۔ (فللہ الحمد)

شیران اسلام اور مجلہ الحقیقہ

'شیرانِ اسلام' اور 'مجلہ الحقیقہ' کی ضرورت کیوں پیش آئی جب کہ بے شمار اسلامی تنظیمیں اور جرائد موجود تھے۔ بہتر ہو گا کہ اس تنظیم و مجلہ کی غرض و غایت اور پس منظر کو حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ کے الفاظ میں سمجھا جائے۔

۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو سالانہ عرس علی پور سیداں شریف کے موقع پر تقریباً ڈیڑھ لاکھ کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے اس تحریک کو شروع کرنے اور رسالے کو جاری کرنے کا مقصد یوں ارشاد فرمایا

شیرانِ اسلام کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ شرق پور کی شریف کی ایک مسجد میں عرس ہو رہا تھا۔ کچھ غنڈوں نے جو اولیاء کرام کے مخالف تھے، حملہ کر دیا۔ مناظرے کی صورتحال پیدا کی۔ دھینگا مشتی ہوئی۔ ایک دوسرے پر اینٹیں برسائی گئیں۔ ادھر سے بھی زخمی ہوئے، ادھر سے بھی زخمی ہوئے۔ تو میں نے یہ محسوس کیا کہ جہاں بھی ہم محفلِ میلاد منعقد کریں گے، ان کے حملے ہوا کریں گے۔ جہاں بھی عرس منائیں گے، ان کے حملے ہوا

کریں گے۔(چنانچہ تحریک شیرانِ اسلام کا آغاز کیا گیا)۔شیرانِ اسلام کا تعلق پورے دنیائے اہلسنت یا دفاعِ اسلام کے ساتھ ہے۔شرق پور شریف ،گولڑہ شریف ،سیال شریف، جہاں کہیں بھی کوئی عرس ہو یا مذہبی تقریب ہو تو شیرانِ اسلام کے وہ جیالے نوجوان جن کے دلوں میں محض یہ بات ہے کہ ان کی زندگیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہیں، وہاں پہنچیں گے۔

ہمارے لئے یہ نہایت تکلیف دہ بات ہے کہ ہمیں کافر و مشرک کہتے کہتے وہ داتا صاحب علیہ الرحمہ کے بارے میں بھی ناپاک کلمات ادا کریں۔وہ ہمارے بزرگوں کے بارے میں باقاعدہ بکواس کریں۔حضرت سلطان باہو علیہ الرحمہ، حضرت مولائے روم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں بے ادبیاں کریں۔(یہ ہماری برداشت سے باہر ہے) ہم نے تحریری جہاد کے لئے ''الحقیقہ'' رسالہ جاری کیا ہے اور ان کے ناپاک عزائم کے جواب میں 'شیرانِ اسلام' کو قائم کیا ہے۔انشاء اللہ بزرگوں کے صدقے، یہ تحریک عالمگیر ہوگی۔جتنے بزرگ ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شیرانِ اسلام سے خوش ہیں۔یہ کام جو ہم نے کیا ہے، جمیعت علماء پاکستان کو کرنا چاہئے تھا، جماعت اہلسنت کو کرنا چاہئے تھا، ان کی اپنی مصروفیات ہیں، لیکن یہ کام اتنا بڑا ہے کہ چند آدمی نہیں کر سکتے تھے، لیکن نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے یہ شیرانِ اسلام کریں گے۔یہ اسلام اور مسلک حق اہلسنت کے دفاع کے لئے ہے۔جو لوگ اسلام پر حملے کرتے ہیں، ان کا جواب بھی شیرانِ اسلام دیں گے۔شیرانِ اسلام نبی پاک ﷺ کے جانثاروں کی جماعت ہے''

یہاں بہتر ہوگا کہ اس دور کی ان تنظیموں کے احوال پر بھی ایک نظر ڈالتے چلیں، جن کے مذموم 'کارناموں' کے ردِ عمل میں 'شیرانِ اسلام کی ضرورت پیش آئی۔

جماعت اسلامی: یہ بات سب کے علم میں ہے کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب اہلِ سنت والجماعت (یا سنی) ہیں، ان کے باہمی اختلافات محض فروعی ہیں۔اسی طرح غیر مقلد، دیوبندی، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی سب وہابیوں کی مختلف شاخیں ہیں اور سب کا مرکزی نقطہ نظر یہی ہے کہ اللہ کے حبیب کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر، مدح و ثناء بلکہ عشق و محبت بھی توحید کے منافی ہے۔جماعت اسلامی دورِ آخر میں وہابیت کا سائنسی ایڈیشن ہے۔ ۱۹۴۱ء میں مولانا مودودی صاحب نے اس کی بنیاد رکھی۔مولانا کو قدرت نے بڑی صلاحیتوں نوازا تھا مگر افسوس انہوں نے خود پسندی بلکہ خود پرستی کی نذر کر دیا۔تنقید کے زہریلے وار کرنے میں اتنے منہ زور ہیں کہ خلفائے راشدین تو ایک طرف، انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کا بھی لحاظ نہیں کیا۔(دیکھئے، 'تجدید احیائے دین' اور 'خلافت و ملوکیت')

یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ خدا کے بعد خود کو ہی بے عیب سمجھتے ہیں۔ایک مفسر و مفکر کے مقام پر اکتفا کرنے کی بجائے مجدد بلکہ امام مہدی بننا چاہتے تھے۔مگر بھانڈا پھوٹ گیا اور مجبوراً انہیں امام مہدی نہ ہونے کا اعلان کرنا پڑا (دیکھئے مکالمہ' کاظمی و مودودی' اور 'آئینہ وہابیت') غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ آئینہ مودودیت کے دیباچہ میں فرماتے ہیں:

''مودودی صاحب نے قوم سے اپنے نظریات تسلیم کرانے کا عجیب طریقہ ایجاد کیا ہے۔وہ کسی جگہ اپنے مجتہد یا مجدد ہونے کا اقرار نہیں کرتے، مگر انہوں نے اپنے اندازِ بیان سے اپنی جماعت کے ایک ایک فرد کے ذہن میں یہ بات واضح کر دی ہے کہ اس وقت تک مجھ جیسا مجتہد اور مجدد پیدا نہیں ہوا۔اسی طرح مہدویت کے بارے میں ان کا رویہ یہ ہے کہ ابھی تک انہوں نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔مگر ایک طرف تو

انہوں نے امام مہدی کے کچھ ایسے من گھڑت خواص لکھ دیئے ہیں جو بظاہر ان کے حسبِ حال ہیں، دوسری طرف اپنی ذات گرامی کو ان ہی خصوصیات واوصاف کا حامل بنا کر قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ ایک شخص اپنے عقیدتمندں سے کہے کہ سبز لباس پہننے والا آدمی ولی اللہ ہوتا ہے، جو اپنے منہ سے اپنے ولی اللہ ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔ پھر خود ہی سبز لباس پہن کر ان کے سامنے آجاتا ہے اور اپنی ولایت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اب بتایئے کہ ایسے آدمی کو (باوجودیکہ وہ اپنی زبان سے ولی ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا) مدعیٔ ولایت سمجھا جائے گا یا نہیں؟ مودودی صاحب نے بالکل یہی طرزِ عمل اختیار کیا ہے۔ گویا انہوں نے زبانِ قال کے بجائے زبانِ حال سے ادعائے مہدویت فرمایا اور اس طرح قوم کے ذہن میں اپنی مہدویت کا تصور جمانے کی کوشش کی۔

مجددین ومجتہدین حتیٰ کہ صحابہ کرام اور خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر انہوں نے جو کڑی نکتہ چینی کی ہے اس نے اس حقیقت کو اور بھی واضح کردیا کہ وہ اپنا مقام امت محمدیہ میں سب سے بلند سمجھتے ہیں، کیونکہ ایک شخص دوسرے کی اصولی غلطی اسی وقت نکال سکتا ہے جبکہ اس کی قوت علمیہ اس بارے میں دوسرے سے قوی اور بالاتر ہو"

جماعت اسلامی کی ذیلی وپروردہ 'اسلامی جمیعت طلبہٗ نے جو کلچر تعلیمی اداروں کو دیا اور جس طرح مختلف اداروں کا امن وامان برباد کیا ہے، یہ کوئی معمولی سانحہ نہیں۔ پنجاب یونیورسٹی میں جماعت اسلامی کے عفریت نے ایک دوسال نہیں سالہا سال اودھم مچایا ہے اور ظلم وستم کا جو بازار گرم کیا، اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ یہ حق ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا مگر یہ بھی حق ہے کہ جماعت اسلامی تلوار سے پھیلتی رہی۔ حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ اپنا تجربہ بیان فرماتے ہیں کہ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ جہاں پندرہ سال گزرے، پہلے پہل جماعت اسلامی کا زور نہ ہونے کے برابر تھا۔ ترقی کی رفتار بھی مگر بہت کم۔ پھر اسلحہ کی پیٹیاں آنا شروع ہوگئیں۔ پرنسپل کے پاؤں میں فائر کھولے جاتے رہے، اساتذہ کو ہراساں کیا جانے لگا اور طلبہ کے فریق مخالف کو ریس ادارہ کے دفتر میں مار مار کر لہولہان کیا جاتا رہا۔ پرنسپل کو روکنے کی ہمت تھی نہ سزا دینے کی۔ ان شواہد کا تعلق افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں نہیں، وطنِ عزیز کے علمی گلستانوں اور تعلیمی لالہ زاروں سے ہے۔ ایسا کیوں ہوا، اس لئے کہ جماعت اسلامی نے اپنے پیارے بندوں کی تربیت ہی اس طرح کی ہے۔ اس جماعت کو عدل وانصاف سے کوئی تعلق نہیں، کوئی کتنا ہی مکار، جھوٹا، ظالم اور لٹیرا کیوں نہ ہو، جماعت اسلامی (جسے جماعت غیر اسلامی کہنا بجا ہوگا) کے پرچم تلے آجائے تو اسے پناہ مل جاتی ہے۔

الغرض وہابیت کی کوئی سی صورت بھی ہو، جب اس کی بنیاد وفطرت میں ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کا جذبہ موجود ہے تو اسلام کے سچے مجاہد اسے کیوں کر برداشت کر سکتے ہیں۔

تبلیغی جماعت: دیوبندی تعلیمات کو ذہن نشین کرانے کے لئے مولینا محمد الیاس کاندھلوی نے تبلیغی جماعت کا ڈھونگ رچایا۔ نماز کلمے کے نام پر حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی محبت کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کے شیطانی فریضے کو تبلیغیوں نے نہایت موثر طریقے سے سرانجام دیا۔ ان کے نزدیک پاکستان کا قیام غلط تھا۔ گویا ان کے ہاں آزادی وغلامی یکساں ہیں۔ ایمانی غیرت سے اس حد تک خالی ہیں کہ بھرے اجتماعات میں مسلمانانِ کشمیر اور مسلمانانِ ہند کی نجات کے لئے خدا سے دعا بھی نہیں کر سکتے، یعنی انکی دعاؤں پر انڈیا اور امریکہ وغیرہ کا قبضہ ہے، وہی مانگتے ہیں جن کی انہیں اجازت ہے۔ ابتدا میں انگریزوں کی طرف سے باقاعدہ اسے امداد ملتی تھی۔ جس کی ابتدا اتنی غلیظ اور شیطانی ہو، انتہا کتنی ہولناک اور ایمان

شکن ہوگی۔

حجاز مقدس میں بھی اب ان کا کچا چٹھا کھل رہا ہے۔ اور ان پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ وہاں چند سال پہلے تک تبلیغی جماعت کے خلاف لکھی جانے والی کتب کی تعداد بائیس تک پہنچ گئی تھی اور جو الزامات ان پر عائد ہوئے، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ مرزائیوں کی طرح تبلیغی جماعت کا ایک مرکز تل ابیب (اسرائیل) میں بھی ہے، مولانا اجمل قادری یعنی شیرانوالہ باغ لاہور کا دیو بندی سپوت کی اسرائیل میں خفیہ آمد و رفت اب خفیہ نہیں رہی۔ یہ بات بھی واقفانِ حال جانتے ہیں کہ سعودی عرب میں جو روسی لٹریچر پہنچا ہے، انہیں کے بستروں میں چھپ کر پہنچا ہے۔ کہتے ہیں کہ پابندی سے پہلے مدینہ منورہ میں ان کی مرکزی مسجد نور وہیں تھی جہاں منافقوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔

تبلیغی لوگ حج پر رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع کو ترجیح دیتے ہیں اور مکہ معظمہ میں ہو کر بھی اس کی عظمت کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ جب کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی سے لوگوں کو اپنی مسجد نور میں لے جانے کی سعی کرنا فانہ کرتے ہیں۔

انہیں اللہ تعالیٰ سے، اللہ تعالیٰ کے نبی پاک ﷺ سے، اللہ تعالیٰ کے قرآن سے اور اللہ تعالیٰ کے دین سے کوئی غرض نہیں بلکہ ان کا مقصد حیات مسلمانوں میں انتشار پھیلانا ہے اور جانِ ایمان یعنی سلطانِ دو جہاں ﷺ سے دور کرنا ہے۔ چنانچہ ان کا رویہ حضور ﷺ کے ساتھ نہایت معاندانہ و منافقانہ ہے۔ چنانچہ ان کے بڑوں نے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی شان اقدس پر نہایت رکیک حملے کئے ہیں۔ (دیکھئے، تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، براہین قاطعہ، صراط مستقیم، تحذیر الناس، تذکرۃ الرشید، اشرف السوانح، فتاوی رشیدیہ وغیرھم) جمیع قرآن وحدیث کی بجائے تبلیغی نصاب، پر ان کا ایمان زیادہ ہے۔ انکے نزدیک سارے مسلمان مشرک ہیں، جب تک ان کے ہاتھ پر کلمہ اسلام دوبارہ نہ پڑھ لیں۔ اسی لئے دورانِ تبلیغ گشت لوگوں کو کلمہ پڑھواتے پھرتے ہیں۔

سپاہِ صحابہ: مسلکاً یہ دیو بندی ہیں لیکن خود کو اہلسنت و جماعت گردانتے ہیں۔ دور حاضر میں ان کی متشددانہ سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ طالبان کے ساتھ مل کر نقصِ امن و امان پیدا کرنے کا الزام حکومتی سطح پر ان پر لگ چکا ہے۔ متعدد وفاقی و صوبائی وزرا کے ساتھ ان کے تعلقات ہیں، جن سے یہ سیاسی و ذاتی مفادات حاصل کرتے رہتے ہیں۔ حرمت و ناموسِ صحابہ کے تحفظ کے لئے بننے والی یہ جماعت اہلِ بیت مصطفیٰ ﷺ کی گستاخ ہے۔ بلکہ صحابہ کرام سے بھی مخلص نہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد یٰسین صاحب ریٹائرڈ ڈاکٹر (حیوانات) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا

"سپاہِ صحابہ کا جلسہ ہو رہا تھا اور ایک مولوی صاحب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ پھر انہوں نے فضائل کی وجہ یہ بتائی کہ صدیق اکبر ایک بشر کی یونیورسٹی سے فارغ ہوئے تھے، ان فضائل سے آراستہ کیوں نہ ہوتے"

دیکھا آپنے، یہاں بشر سے مراد کون ہے۔ جن کے فضائل بیان کر رہے ہیں، وہ صدیق اکبر ہیں اور بہت کچھ ہیں مگر برا ہو اس ستم ظریفی کا یا ستم شعاری کا، جن کی نظر کرم نے، جن کے فیضِ محبت نے اور جن کی محبت کاملہ نے صدیق اکبر کو صدیق اکبر بنایا، وہ محض ایک بشر ہیں۔ ہاں ہاں یہی ہے وہ تصور نبوت جو نجد و دیو بند کے وحشت خانوں میں پروان چڑھا ہے۔ تقریر کرنیوالے نا ہنجار کو یہ نکتہ یاد ہی نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے پیارے رسول ہیں، نبی اور حبیب ہیں، انہیں ایک بشر ہی مانتا ہے۔ کیا ابو جہل اور اس مولوی کے ماننے میں کوئی فرق رہا ہے، اگر ایسا شخص فرد ہے تو

کس کا؟ ملت اسلامیہ کا یا ابو جہل کمپنی کا۔

لشکرِ طیبہ: ان تنظیموں میں جسے سب سے زیادہ شہرت ملی، وہ ہے کالعدم نام نہاد لشکرِ طیبہ۔ اس کے سربراہ حافظ سعید صاحب ہیں، جن کے بارے میں عام گواہی ہے کہ "جہاد" سے پہلے ان کے پاس ایک بائیسکل تھی، جہاد سے وابستہ ہو کر کتنی دولت ملی، اس کا اندازہ ہی نہیں۔ گرفتاری سے قبل لاہور میں ان کا ایک خطاب ہوا، صرف اس خطاب میں قوم نے انہیں ایک کروڑ روپیہ نذر کیا۔ انیس بیس سال میں موصوف نے کتنے خطاب کئے اور کتنے ارب کمائے کیا خبر؟ لیکن جب مرید کے میں اسلحے کے انبار لگے تو قوم بے خبر نہ رہ سکی۔ اگر بات واقعی مجاہدین کی تیاری اور اسلحہ کی ذخیرہ اندوزی تک ہوتی تو خیر تھی۔ حافظ سعید نے مرید کے مرکز میں، ایک عظیم اور ہمہ جہت تعلیمی ادارہ بھی قائم کیا۔ جس میں زیادہ تر احناف کے خلاف مناظر تیار کئے جاتے رہے، اور وہ بھی فروعی مسائل پر۔ نیز ساری قوم کو مشرک ثابت کرنے کے لئے مخصوص لٹریچر ازبر کرایا جاتا ہے۔ ان مناظرین کو رفع یدین، آمین بالجہر جیسے عنوانات پر اس قدر تیار کیا گیا کہ راویوں کی نقد جرح بھی رٹائی جاتی۔

جیش محمد: یہ تنظیم بھی نجد و دیوبند کے افکار کی امین ہے۔ ذہنی طور پر نہایت تشدد پسند ہے۔ اپنی تخریبی سرگرمیوں کے سبب کالعدم قرار دی جا چکی ہے۔ اس کا شمار ان تنظیموں میں ہوتا ہے جو جہاد کا نام استعمال کر کے عوم الناس سے چندہ بٹورتی اور پھر اسے اپنے مسلک کی ترویج و اشاعت کیلئے استعمال کرتی ہے۔ اس مقصد کے لئے جوشیلے خطیب حضرات تیار کئے جاتے ہیں، جن کی جوشیلی تقریریں سادہ لوح مسلمانوں کی جیبیں خالی کرانے کی 'صفت' سے متصف ہوتی ہیں۔ کشمیر یا ہندوستان میں مجاہدین کشمیر کے کارناموں کی 'ذمہ داری' قبول کر کے میڈیا میں ان رہتے ہیں۔ یوں عوام کو 'جہادی' ہونے کا تاثر دینے میں کامیاب ہیں۔ ہماری عوام جو جہادی فکر سے مالا مال ہے، لیکن کسی نہ کسی سبب خود شریک نہیں ہو سکتے تو ان جھوٹے 'جہادیوں' کو مال دے کر اپنا آپ راضی کر لیتے ہیں اور خود کو 'جہاد بالمال' کے ذریعے جہاد میں شمولیت کا فریب دے لیتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا تمام تر 'جہاد' حصول مال کے لئے ہے اور اسلام کے تصور جہاد کی گرد بھی ان پر نہیں پڑی۔ ایک طرف تو دولت کے انبار لگانے جا رہے ہیں اور دوسری طرف سنجیدگی سے قوم کے امن و امان کو تباہ کرنے کے منصوبے بن رہے ہیں۔ کشمیر میں بھیجنے سے پہلے نوجوانوں کے عقیدے "درست" کرنے کا اہتمام کیا جاتا اور اگر کوئی اس معیار پر پورا نہ اتر سکا تو خود اسے بڑی راز داری سے صفحۂ ہستی سے غائب کر دیا گیا۔ خوش قسمتی سے جو کسی طرح بچ کے آگئے، ان سے پوچھئے لشکرِ طیبہ کے ماحول میں اولیاء مقربین کو کس کس طریقے سے کھلم کھلا گالیاں دی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ معمولی اختلافات پر بھی موت و حیات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور مخالف کو 'دنیا بدر' کیا جاتا اور پھر یہ شور مچایا جاتا کہ شہید ہو گیا اور پھر غائبانہ نماز جنازہ کا اہتمام بھی کیا جاتا۔ دوہری چاندی کہ 'دشمن' بھی مرا اور چندے کے ڈھیر بھی لگ گئے۔

پروفیسر صاحب نے 'مجلہ الدعوۃ' کے ایک ماہنامہ بھی جاری کیا ہوا ہے۔ اس میں جہادی رپورٹس بھی ہوتی ہیں، مگر جس بات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، وہ اختلافی عقائد و اعمال ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ صوفیاء نے کفار مکہ اور بت پرستانِ ہند کے عقائد پھیلائے (نعوذ باللہ) داتا گنج بخش علی ہجویری، مولائے روم۔ حضرت بایزید بسطامی علیہم الرحمہ اس کی نظر میں اسلام کی صحیح راہ پر ہی نہیں تھے۔ بلکہ کروڑوں مسلمان جو اولیاء و صوفیاء کے معتقد ہیں، اس کے خیال کے مطابق مشرک ہیں۔ جب جہاد کے نام پر چندہ لینا ہے تو چندہ دینے والے مسلمان ہوتے ہیں اور جب خرچ کرنے کا وقت آتا ہے تو وہ سب کافر و مرتد ہوتے ہیں۔ ہاں ہاں! جن مسلمانوں کے چندے سے ان کے تعلیمی مراکز چل رہے ہیں، مفتی (مفت ای) پل رہے

ہیں، کتابیں اور رسالے تقسیم کیے جا رہے ہیں، یہ سب ان کے نزدیک کافر مشرک ہیں، بالخصوص اہلسنت ان کی نظر میں مقہور ہیں اور انکی مساجد و مدارس پر قبضے کرنا، ان کے علماء کو ہراساں کرنا، قاتلانہ حملے کرنا، خانقاہوں کو بدنام کرنا ان کے من پسند مشاغل ہیں۔

یہ تمام تنظیمیں (بالخصوص لشکرِ طیبہ) جو عرصہ دراز سے اسلام کا نام استعمال کر کے تخریبی و فسادی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور یوں اپنی حرکات و سکنات سے اسلام اور اہلِ اسلام کی رسوائی کا سبب ہیں، 'شیرانِ اسلام' کا قیام اس کا ردِ عمل ہے۔ جس کا کام ان کے اصل عزائم کو آشکارا کرنا اور قرآن و حدیث کے نفاذ کو یقینی و موثر بنانا ہے۔

شیرانِ اسلام کے قیام کے پس منظر اور مقاصد کے بیان کی تکمیل میں مناسب محسوس ہوتا ہے کہ حضور مفکرِ اسلام کی ایک تحریر بھی درج کر دی جائے جو مذکورہ حقائق کی عکاس ہے۔ اپریل ۲۰۰۱ء میں سپرد قلم کیا گیا اور صورتحال کو نکھار کر سامنے رکھنے میں مفید و نافع ہے۔ ان تمام حقائق کی روشنی میں شیرانِ اسلام کے قیام اور مجلۃ الحقیقہ کیا جراء کے مقاصد کا خلاصہ یہ بنتا ہے۔

شیرانِ اسلام اور مجلۃ الحقیقہ کے کارنامے:

☆...شیرانِ اسلام کے قیام کے ساتھ ہی حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ نے متعدد وفود تشکیل دے کر مختلف علاقوں کی طرف بھیجنے کا سلسلہ شروع کر دیا جو عوام الناس کو انتہائی فتنہ پرور جماعتوں کی حقیقت سے روشناس کراتے تھے۔ خصوصیت کے ساتھ شکر گڑھ، نارووال، ڈسکہ، سیالکوٹ، لاہور، شیخوپورہ، راولپنڈی اور اسلام آباد ان سرگرمیوں کا مرکز تھے۔ ان تبلیغی وفود کی کاوشوں سے جب حقائق سامنے آئے تو لوگ انگشت بدنداں رہ گئے۔ ان جماعتوں سے لاتعلقی کا اظہار کرنے لگے۔ پھر شعور و آگہی کا یہ فیضان عام ہونے لگا۔ یہاں تک کہ باطل کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی اور کئی محاذوں پر پسپائی ان کا مقدر بن گئی۔ کئی علاقے ایسے تھے جہاں ان تنظیموں کے افراد گاڑیاں لے کر حسبِ سابق 'چندے، اجناس اور اشیائے ضرورت کی امید پر پہنچے۔ تمام وہ لوگ جو شیرانِ اسلام کی بدولت انکی حقیقت پا چکے تھے، ان سے ملنے تک سے یکسر انکار کر دیا اور کہا کہ ہم جہاد کشمیر کرنے والی اصل تنظیموں کو ہی امداد دیں گے یا پھر ان مجبور و بے کس لوگوں کو جو حقیقتاً مستحق ہیں۔ الحقیقہ کے اداریے اپنا آپ دکھا رہے تھے۔ جن کی گھن گرج نے دشمن کے قلعے میں گہرے شگاف ڈال کے رکھ دیے تھے۔

چنانچہ لشکرِ طیبہ کے حافظ صاحب جو متعدد بار شکر گڑھ کا دورہ کر چکے تھے دوبار اعلان کر کے نہ آئے اور ایک مرتبہ آئے تو اعلان کئے بغیر آئے اور مختصر سا قیام کر کے واپس ہو لئے۔

☆.....حضور صوفیاء کرام کے اعراس کے موقع پر میلوں ٹھیلوں سے سخت نالاں تھے اور اسے بزرگانِ دین سے بے وفائی قرار دیتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے توحید کے انوار پھیلائے، عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی حرارت سے عوام الناس کو گرمایا اور امن و سکون کی خیرات بانٹی، جبکہ جہلاء کا ان اعراس کے موقع پر میلے منعقد کرنا، ڈھول تماشے کرنا، مرد و زن کا اختلاط وغیرہ خرافات صاحبانِ مزار کیلئے تکلیف کا سامان ہے۔ چنانچہ متعدد ایسے مقامات پر حضور اپنے شیروں کے ساتھ پہنچے اور لوگوں کو سمجھایا اور کہیں بزورِ طاقت ان موذی حرکات کا قلع قمع فرمایا۔

مثلاً موضع کالا پنچی میں ایک بزرگ کا مزار ہے۔ یہاں ہر سال ان کے عرس کے موقع پر میلا لگتا تھا۔ جہاں غیر شرعی حرکات نہایت تکلیف دہ تھیں۔ حضور نے یہاں محفلِ پاک کا اعلان کر دیا مخالفین جو ڈرامے وغیرہ کروانا چاہتے تھے، دھمکیاں دینے لگے۔ آپ نے مطلقاً پروانہ کی اور وقت

مقرر پر محفلِ پاک شروع ہوگئی۔ وہ لوگ پیچ وتاب کھاتے رہے۔ پھر اسلحہ سے مسلح ہوکر آگئے۔ مگر اس شیرِ نر یعنی حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ کے سامنے سب کا پتہ پانی ہوگیا۔

یونہی موضع ترپی میں ہوا، یہاں بھی ایک بزرگ کا مزار ہے۔ جہاں ان کے عرس پر سالہا سال سے ڈھول تماشے اور ڈرامے ہوتے آئے ہیں۔ حضور نے عین اس رات جب ڈرامہ ہونا تھا، اس جگہ محفلِ میلاد کا اعلان کروادیا۔ پھر حضور بعد از عشاء اپنے غلاموں کے ساتھ وہاں پہنچے اور ذکر رسول شروع ہوگیا۔ ڈرامہ کرانے والے طاقتور لوگ تھے۔ گنیں لے کر آگئے اور لگے ڈرانے دھمکانے، ادھر سے بھی ایسا انتظام کرنا پڑا۔ یہاں آپ نے بہت سخت تقریر کی، لوگوں کو غیرت دلائی کہ جن بزرگوں نے تمہیں اسلام پر کاربند رکھا تم ان کی تعلیمات کو فراموش کر کے خرافات کے پیچھے لگ گئے ہو۔ پوری رات پروگرام ہوتا رہا۔ مخالفین کبھی آگے بڑھتے، کبھی پیچھے ہٹتے۔ حضور کے خطاب پر لوگ جوق در جوق آنے لگے اور یوں یہ پروگرام نہایت کامیاب رہا اور فحش ڈرامہ (جس میں مرد و عورت دونوں شریک تھے) نہ ہوسکا۔

موضع مورلی میں شیرانِ اسلام کیا یک کارکن محمد شبیر صاحب ہیں۔ انہوں نے جب گاؤں کے ایک مزار پہ خلاف شرع حرکات دیکھیں تو تڑپ اٹھے۔ محدود وسائل کے باوجود سالہا سال سے خلاف شرع حرکات کے مرتکب افراد کی سخت ناراضی مول لے کر محفلِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کرواتے ہیں اور لوگوں میں اصلاحِ احوال کے لئے سخت تگ و دو کر رہے ہیں۔ اس طرح کی بیسیوں کامیاب کاوشیں شیرانِ اسلام نے اپنے شیخ کریم، اپنی سرپرستِ اعلیٰ یعنی حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ کی زیرِ قیادت کیں اور تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔

☆......کسے معلوم نہیں کہ اسلام کے لئے بڑے فتنوں میں سے ایک فتنہ قادیانیت ہے۔ حضور نے اس کے سدباب کے لئے پورے ملک میں جا بجا ختمِ نبوت کانفرنسز اور ختمِ نبوت سیمینارز کروائے۔ لٹریچر چھپوا کر مفت تقسیم کیا۔ سال بھر مختلف جگہوں پر چھوٹے چھوٹے پروگرام اس کے علاوہ تھے جن میں شیرانِ اسلام کے نوجوان علماء مرزائیت کی حقیقت آشکارا کرتے۔ یہ سلسلہ بھی نہایت کامیاب رہا اور عظیم الشان تبلیغی فتوحات حاصل ہوئیں۔

☆......شیرانِ اسلام کے زیرِ اہتمام دروسِ قرآن، دروسِ حدیث، محافلِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کے سلسلے بڑے پیمانے پر ملک بھر میں شروع ہوئے۔ بالخصوص میلاد شریف کے مہینے میں پورا ماہ محافلِ میلاد کی برسات ہوجاتی۔ ڈسکہ میں بارہ روزہ، یونہی لاہور، سیالکوٹ، شیخوپورہ، فیصل آباد، راولپنڈی، اسلام آباد کے علاوہ متعدد چھوٹے بڑے شہروں میں سینکڑوں محافلِ میلاد وہ تھیں جو محض شیرانِ اسلام کے زیرِ اہتمام ہوتیں۔ ان علاقوں کے علاوہ بارہ ربیع الاول شریف کے جلوس اپنی مثال آپ تھے۔ ان تمام مواقع پر سیکیورٹی کے فرائض بھی شیرانِ اسلام کے نوجوانوں سرانجام دیتے۔ ۱۲ ربیع الاول شریف اور دس محرم کے دن حضور نے شیرانِ اسلام کے بھی مرکزی دن مقرر فرمائے جن میں تنظیم کی مجلس شوریٰ کیا جلاس ہوتے۔

متعدد مساجد اور مدارس جن میں بدعقیدہ افراد نے بزورِ بازو قبضہ کیا، شیرانِ اسلام کے نوجوانوں نے واگزار کرائے اور انکے خلاف قانونی چارہ جوئی بھی کی۔ پھر ان مساجد و مدارس کے انتظام و انصرام کے لئے ہر طرح کی امداد کی گئی۔

☆......حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ نے متعدد تعلیمی ادارے قائم کئے، جن میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم کا بھی اہتمام ہے۔ ان اداروں نے شیرانِ اسلام کے نوجوانوں کی قیادت میں زبردست دینی کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ چند اداروں کے نام یہ ہیں۔

(۱) نقشِ لاثانی اسلامک یونیورسٹی شکر گڑھ: (یہ حضور کا سب سے بڑا منصوبہ ہے، جس میں درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ ایف اے تا ایم اے دنیاوی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ تعمیر اگرچہ جاری ہے، تاہم کلاسز کا آغاز بھی حضور ہی کے دور سے ہو چکا ہے اور زیرِ تعلیم ہونہار طلباء نے ضلع بھر میں بہترین پوزیشنز حاصل کی ہیں۔)

(۲) جامعہ انوارِ لاثانی (برائے طلباء) شکر گڑھ

(۳) جامعہ انوارِ لاثانی (برائے طالبات) شکر گڑھ (حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ کی اہلیہ محترمہ اس کی منتظم ہیں۔ یہاں حفظِ قرآن، درسِ نظامی کے علاوہ اور کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔ انتظامی امور کے اعتبار سے نیز معیارِ تعلیم کے اعتبار سے ضلع بھر بلکہ اردگرد کے اضلاع میں بھی اس سے بہتر ادارہ اور کوئی نہیں)

(۴) نقشِ لاثانی ہائی سکول، نقشِ لاثانی نگر شکر گڑھ (۵) نقشِ لاثانی پبلک سکول ظفروال روڈ شکر گڑھ۔

(۶) نقشِ لاثانی ہائی سکول مقام شکر گڑھ (۷) نقشِ لاثانی ہائی سکول پورن شکر گڑھ

(۸) نقشِ لاثانی کالج پنڈی بوہڑی شکر گڑھ (۹) جامعہ انوارِ لاثانی پنڈی سینیاں شکر گڑھ

(۱۰) جامعہ انوارِ لاثانی کوہلیاں شکر گڑھ (اپنے علاقہ کی معروف ترین اور ہر اعتبار سے زبردست تعلیمی درسگاہ)

(۱۱) جامعہ انوارِ لاثانی خانووال شکر گڑھ (۱۲) جامعہ انوارِ لاثانی لگوال منہاساں۔

(۱۳) جامعہ انوارِ لاثانی ڈسکہ (۱۴) نقشِ لاثانی ہائی سکول ایمن آباد سیالکوٹ

(۱۵) نقشِ لاثانی پبلک ہائی سکول نزد جناح اسٹیڈیم نزد جناح اسٹیڈیم سیالکوٹ (یہ دونوں ادارے ضلع بھر میں متعدد پوزیشن لینے والے ادارے ہیں، جن میں داخلے کے لئے بڑی بڑی سفارشیں موصول ہوتی ہیں)

☆ جب بھی حکومتی سطح پر یا عالمی سطح پر کوئی ایسی حرکت ہوئی جس میں اسلام یا بانی اسلام ﷺ کی عزت وعظمت پر حرف آتا ہو، شیرانِ اسلام کے نوجوانوں نے بھرپور احتجاج کیا اور جلسے جلوس، کانفرنسز، سیمینارز کے ذریعے سے اپنی آواز اوپر تک پہنچائی۔ مثلاً جب مشرف حکومت کی طرف سے سکولوں کالجوں میں اسلام کش تجاویز شامل نصاب کی گئیں تو حضور نے خود بھی تحریری و زبانی جہاد کیا اور شیرانِ اسلام کے ذریعے بھی ریلیاں نکلوائیں۔ یونہی جب ڈنمارک، ناروے وغیرہ یورپین ممالک نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے گستاخانہ خاکے شائع کیے تو پوری شیرانِ اسلام سراپا احتجاج بن گئی۔ ملک بھر میں ریلیاں نکالی گئیں۔ حضور نے خود بھی شکر گڑھ میں ایک بڑے جلوس کی قیادت کی۔ جتنے ایم پی اے، ایم این اے یا دیگر وزراء حضور کے در پہ آتے، حضور انہیں اپنی حکومت کو عالمی سطح پر اقدامات کرنے کے لئے ابھارنے کی طرف مائل کرتے۔ شیرانِ اسلام کے قائدین نے اہم حکومتی شخصیات سے ملاقاتیں بھی کیں اور اس مسئلے میں اہم کردار ادا کرنیکا مطالبہ کیا۔۔ یونہی سانحہ کراچی (جس میں متعدد علماء اہلسنت شہید ہوئے)، سانحہ لاہور (جس میں ممتاز سکالر ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید ہوئے) اور سانحہ داتا دربار ہوا تو شیرانِ اسلام نے پریس کانفرنسز اور ریلیوں کے ذریعے آواز اٹھائی۔

☆ ..... اسی طرح وہ بدبخت افراد جو پاکستان، قائدِ اعظم اور علامہ اقبال کے حوالے سے منفی سوچ رکھتے تھے اور وقتاً فوقتاً ان کے خلاف زہر اگلتے

رہتے تھے، کبھی تحریروں کے ذریعے اور کبھی بیانات کی صورت، حضور نے ان کا محاسبہ کیا۔ بالخصوص الحقیقہ میں آپ کی تحریروں نے خوب کام دکھایا۔ خود بھی ان کے خلاف صف آرار ہے اور اپنے نوجوانوں کو بھی علمی وفکری دلائل سے آراستہ کر کے ہر محاذ پر ان کو بے عزت کیا۔

☆......حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ نے قرآنی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے دروس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ متعدد مرتبہ پورا قرآن مکمل کیا گیا۔ ان دروس میں شیرانِ اسلام کے اراکین کے علاوہ عوام الناس کی شرکت بھی ہوتی۔ جن لوگوں نے یہ اسباق پڑھے، آج بھی قرآن فہمی میں وہ دیگر پر فائق ہیں۔

☆......'الحقیقہ' کی اشاعت آپ کی خصوصی توجہ سے مستفید تھی۔ چنانچہ اس میں دیگر مدلل، موثر اور مفید تحریریں شائع ہوئیں، وہاں آپ کے پر مغز، علمی تحقیقی اور عقائد حقہ پر مشتمل مضامین نے تہلکہ مچا دیا۔ بالخصوص "توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات" (۶۵ قسطوں پر مشتمل)، "اتحادِ ملت کی ضرورت و صورت" (۴۲ اقساط) "اسلام اور شیطان کے سپوت" (۲۲ اقساط) اور آپ کے اداریے 'الحقیقہ' کی جان تھے، جنہوں نے بے شمار بدعقیدہ افراد کو بد عقیدگی کے چنگل سے رہائی دلائی۔ 'الحقیقہ' جہاں بھی گیا، اذہان وقلوب کو جلا بخشتا گیا۔

شکر گڑھ میں ڈاکٹر محمد طاہر غوری، کچھ عرصہ حضور کے معالج رہے ہیں۔ اپنے کلینک پر بیٹھے تھے ایک شخص (غالباً غیر مقلد تھا) اپنی باری کے انتظار میں تھا۔ تھوڑی دیر تھی، چنانچہ میز پر موجود 'الحقیقہ' اٹھا کر پڑھنے لگا۔ جب باری آئی تو کہنے لگا، جناب چند منٹ کی اس ورق گردانی نے میرے ذہن کے تمام شکوک واوہام کو ختم کر دیا ہے اور میں بدعقیدگی سے تائب ہو گیا ہوں۔

یہاں تو محض ایک جھلک دکھانی مقصود تھی، وگرنہ ایسے سینکڑوں واقعات 'الحقیقہ' کی فتوحات پہ دال ہیں۔ بالخصوص سینکڑوں خطوط جو موصول ہوتے رہے، اس بات کے آئینہ دار ہیں کہ 'الحقیقہ' اپنوں کے عقائد میں پختگی لانے والا اور غیروں کو 'حقیقت' کا راستہ دکھانے والا، صوفیاء کی نگاہ وتوجہ کا عظیم شاہکار ہے۔

☆......حقیقت یہ ہے کہ 'الحقیقہ' کے اجراء اور یونہی شیرانِ اسلام کے قیام کے پس منظر میں چونکہ ناموسِ اولیاء کے تحفظ کا جذبہ کارفرما تھا، لہٰذا ان صوفیاء کی روحانی توجہ پوری طرح اس کے شاملِ حال تھی، اور بعض لوگوں کے ذریعے ان اکابرین نے اس کا اظہار بھی کسی نہ کسی طرح سے کیا تاکہ عوام الناس بھی مطلع ہوں۔

☆......یہ واقعہ خود حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ نے (۱۷ اپریل ۲۰۰۱ء بمطابق ۲ صفر ۱۴۲۲ھ نماز جمعۃ المبارک بعد ختم شریف) سنایا کہ سیالکوٹ کے ایک شخص کی خواب میں آفتابِ چشت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ تشریف لائے اور فرمایا "'الحقیقہ' مجھے بہت پسند ہے"

☆......اس واقعہ کے راوی جناب ممنون احمد آسوی صاحب ہیں۔

کالج سے دولڑکے آئے اور شیرانِ اسلام کی رکنیت کی درخواست کی پوچھا شیرانِ اسلام کا کیسے معلوم ہوا؟ بتایا کہ گاؤں کے ایک نوجوان میں جِن بولتا ہے، اس نے کہا ہے کہ نقشِ لاثانی نگر جا کر شیرانِ اسلام میں شمولیت اختیار کرو۔ پوچھا، کس نے بنائی ہے؟ اس نے بتایا کہ حضور شاہِ لاثانی علیہ الرحمہ کا سایہ اس پر ہے۔

......☆☆☆......

حقوق مصطفےٰ ﷺ کی پاسباں

''عظیم تحریک شیران اسلام''

......(ممنون احمد آسوی حسینی)......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس وقت پوری دنیا فکری طوفانوں اور عملی زلزلوں کی زد میں ہے۔ انسانی اقدار کو بری طرح پامال کیا جارہا ہے۔ ظلم وستم، حرص وہوس، مکر ودغا، عیاشی وفحاشی اور نسلی ووطنی تعصبات کی ظلمات نے روئے زمین کو گھیر رکھا ہے۔ اس صورت حال کا ایک ہی مداوا ہے اور وہ ہے نظام اسلام۔ نبی آخر الزماں حضور پرنور سید محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ علیہ التحیۃ والثناء جو رحمۃ للعالمین بن کر مبعوث ہوئے کی تعلیمات ہی انسانیت کی ڈوبتی کشتی کو ساحل آشنا کرسکتی ہیں۔ دور حاضر کے فرعون بش، بلیئر اور ان کے ہمنوا اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں انسانی ہمدردی کا اولین تقاضا ہے کہ امت مسلمہ اپنے نبی اکرم ﷺ کے اس انقلابی وروحانی، اصلاحی والہامی مشن کو دنیا میں متعارف کرا کے فکری وعملی طوفانوں سے انسانیت کو بچائے۔

اس کی صورت یہی ہوسکتی ہے کہ ملت اسلامیہ نشۂ توحید اور جذبۂ عشق رسول ﷺ سے سرشار ہو کر آقا ومولا حضور رحمۃ للعلمین ﷺ اور آخری امت ہونے کی حیثیت سے قرآنی تعلیمات اور اسلام کی برکات کو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا دے۔ مگر افسوس امت مسلمہ جسے سارے انسانوں کو اتحاد واتفاق اور اخوت ومساوات کا پیغام دینا تھا، دشمنوں کی سازشوں سے خود پارہ پارہ ہے اور قرآنی انوار واسلامی برکات سے محروم ہے۔ ایسا کیوں ممکن ہوا یوں کہ اسی امت مسلمہ میں سے غیروں نے چند ضمیر فروش سستے داموں خرید کر انھیں امت کے والی، کونین کے دولہا، رب کے محبوب ترین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کا انکار کرنے پر مامور کر دیا۔ یہ غدار توحید کا خوبصورت نعرہ لگا کر میدان میں آگئے تو عظمت نبوت کے خلاف بغاوت پھیلانے لگے ان میں سے کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خداداد، بے مثال فضائل وکمالات کا انکار کیا، کسی نے خود ساختہ نبوت کا اعلان کیا، کسی نے اطاعت رسول کا کھلم کھلا انکار کیا، کسی نے ان کے علم غیب، حیات جاودانی، تصرفات، شفاعت وغیرہ کا انکار کرکے آپ کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کی کوشش کی۔ اس صورت حال کا مداوا یہی ہے کہ امت کو پھر در رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بلایا جائے۔ اسی مقصد کیلئے تاجدار علی پور سیداں شہنشاہ ولایت حضور نقش لاثانی کے تربیت یافتہ، مہبط تجلیات توحید، شارح اسرار تفرید، جلوہ خلق عظیم، پیکر وسعت تصرفات، ترجمان حقیقت، پاسبان شریعت وطریقت، اعلیحضرت عظیم البرکت حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ النورانی نے نقش لاثانی نگر سے ''تحریک شیران اسلام'' کا آغاز فرمایا، دوسرے لفظوں میں یہ تحریک ''تحریک حقوق مصطفےٰ ﷺ'' ہے۔ اسی پیغام عشق رسول کی اشاعت وترجمانی کیلئے ماہنامہ ''الحقیقہ'' کا آغاز کیا گیا۔ جو بحمدہ تعالیٰ جاری وساری ہے، وہ لوگ جو مالی ومعاشی مجبوریوں کی بنا پر دامن اسلام چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ان کے مسائل کا حل کرنا بھی اس کے پیش نظر ہے اس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں اور وردی یا جمہوریت سے اسے کوئی محبت نہیں، جو حاکم بھی اسلام سے مخلص ہوگا ہماری دعائیں اس کے ساتھ ہیں اور جو اسلام سے باغی ہے ہم اس سے باغی ہیں۔

گویا تحریک شیران اسلام کا پروگرام حکیم الامت علامہ اقبال کے اس شعر کی تفسیر ہے

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں عشق محمد ﷺ سے اجالا کردے

جاگو شیران اسلام

جناب رانا آفتاب احمد خاں (صوبائی ناظم اعلیٰ پنجاب، شیران اسلام پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موجودہ دور کی معاشرتی زندگی جس تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے کچھ اس طرح نظریات کشمکش میں ایک طرف مذہب دشمن طاقتیں نام نہاد آزادی اور فیشن پرستی و عیاشی کے ذریعے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب کی تعلیمات سے دور لے جانے کے لئے مصروف کار ہیں دوسری طرف کچھ منفی قوتیں دانستہ طور پر مسلمانوں کو ایک ایسی راہ پر ڈالنا چاہتی ہیں جو تعلیمات اسلامی کی روح سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس کشمکش میں نظریاتی قوتوں کی تمام تر توانائیاں نوجوان نسل پر مرتکز ہیں کہ قوموں کی تقدیروں کے دھارے اسی طبقہ سے وابستہ ہوتے ان عوامل نے ہمارے تعلیمی اداروں کے ماحول کو بھی کافی حد تک متاثر کیا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ صورتحال نہ صرف ہمارے ایجوکیشنل اسٹینڈرڈ کو گرانے کا موجب ثابت ہوئی بلکہ مجموعی طور پر ہماری قومی نشوونما پر بھی اس کے منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں کیونکہ قوموں کی زندگی میں نوجوانوں کا ایک اہم کردار ہے نوجوان ایک مثالی معاشرہ قائم کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں اسی لئے تو بیسویں صدی کے ممتاز مفکر غزالی زماں رازی دوراں امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی نے فرمایا تھا کہ:

> ''اگر کسی قوم کی نوجوان نسل گمراہی کی دلدل میں پھنس جائے تو زوال اس قوم کا مقدر بن جاتا ہے پھر وہ اخلاقی، مذہبی، معاشرتی اور سماجی اقدار کھو دیتی ہے اس دنیا میں عزت کی زندگی گزارنے کا ایک ہی راز ہے کہ آپ کی قوم کا وقار بلند ہو اور وقار تب ہی بلند ہوتا جب نوجوان نسل کی تربیت سنہری اصولوں پر ہوگی''

اگر ہم چند لمحات کے لئے تمام مصروفیات ترک کر کے اس بات پر غور کریں کہ ہم کس نظریے کے فروغ کے لئے کام کر رہے ہیں اور ہمارے اہداف کیا ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ ہم ہی وہ قوم ہیں جو پوری دنیا میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔

لیکن ہائے۔۔۔۔۔۔افسوس کہ آج کی دنیا کی معزز ترین قوم کو دنیا بھر میں حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس مقام کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے ہمیں اخلاص کے ساتھ کام کرنا ہوگا تب ہی عالمگیر غلبہ اسلام کی منزل تک رسائی ممکن ہوگی۔

اس لئے ظلم و استحصال سے پاک معاشرے کا قیام، نظام مصطفیٰ کا نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ہمیشہ سے ہر سچے مسلمان کی دلی تمنا رہی ہے۔

انہی مقاصد کے لئے **14** اگست **1947**ء کو دنیا کے نقشے پر ''پاکستان'' کے نام سے ایک نظریاتی مملکت نے جنم لیا یہ وطن عزیز مسلمانان برصغیر علماء و مشائخ اہل سنت کی بے مثال جدوجہد کا ایک نتیجہ تھا۔ جس میں مختلف طبقوں کی طرح علماء و مشائخ سمیت نوجوان طلبہ نے بھی گراں قدر حصہ لیا بدقسمتی سے تحریک آزادی کے بعد نوجوان طلبا و اکابرین نے اپنی جدوجہد کو قیام پاکستان پر ختم کر دیا اور نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پرواہ کے پیش نظر تکمیل پاکستان کے تقاضوں سے بے تعلق ہو گئے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان کے تمام شعبہ جات میں مفاد پرست، موقع شناس اور اسلامی اقدار و نظریہ پاکستان کے مخالف عناصر قابض ہوتے گئے۔

قیام پاکستان کے بعد وطن عزیز کے حالات یہاں تک پہنچے کہ دیگر شعبوں کی طرح تعلیمی اداروں میں بھی نسل نو کو اقامت دین اور جدید علمی تقاضوں کی آڑ میں صحابہ رضی اللہ عنہم واہل بیت، آئمہ و اولیاء کرام اور صوفیاء عظام سے برگشتہ کیا جاتا رہا فرقہ پرستی جماعت بندی کے روپ میں قوم کو تقسیم کر رہی تھی بدعقیدگی نے صالحیت کا لبادہ اوڑھ لیا تھا غلبہ حق کے نام پر شخصی جماعتی تعصب اور فرقہ واریت کا زہر طلبہ میں سرائیت کیا جا رہا تھا توحید اور تحقیق کے نام پر

دانستہ توہین رسالت اور بزرگان دین کی شان میں گستاخی کا ارتکاب ہو رہا تھا سیرت کے عنوان پر تحریروں اور تقریروں میں حضور نبی کریم ﷺ کو صرف ایک "عام انسان" کی حیثیت سے پیش کیا جاتا اور حضور کی شخصیت کے باطنی اور روحانی اور معجزاتی پہلوں کو توحید وسنت اور جدید علمی تقاضوں کے منافی قرار دے کر نظر انداز کیا جا رہا تھا جب کہ عظمت کا یہ روحانی گوشہ تو حضور نبی کریم سے محبت کے چراغوں کو فروزاں کرنے کا اہم ذریعہ ہے غرض سارا زور شریعت اور صاحب شریعت سے چشم پوشی کرتے ہوئے انہیں محض ایک 'پیغام رساں' کی حیثیت سے پیش کیا جاتا نصابی کتب اولیاء صوفیاء عظام کی خدمات سے تہی دامن اور تاریخ پاکستان علماء کرام کے روشن کارناموں سے خالی تھی۔

اسلام کے نام پر نام نہاد اسلام پسند تنظیموں کے نزدیک جذبہ عشق رسول کا اظہار اور اولیاء کرام کی تعلیمات فرقہ واریت اور شرک و بدعت تھیں جبکہ اصلاح وتجدید کے عنوان پر مخصوص، متنازعہ اور شخصی افکار نسل نو میں جہاد کے نام پر فرقہ واریت اور قتل و غارت گری کی خصوصی ٹریننگ اور معصوم جانوں کو جہاد کا جھانسہ دے کر اپنے مذموم مقاصد میں استعمال کرنا ان کی جدوجہد کا حصہ تھا یہ وہی گروہ تھا جو قیام پاکستان کا مخالف تھا۔

اس اضطراب زدہ ماحول میں ایک ایسی تنظیم کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی جو اسلام کی حقیقی تعبیر پیش کرے۔ صاحب اسلام کو محض ایک نیک صالح انسان کی حیثیت سے پیش کرنے کی بجائے ان کی ذات کو وراء الوراء سمجھنے اور ان سے والہانہ قلبی وابستگی کو نجات کا ذریعہ ماننے کی فکر پر عمل پیرا ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہ و اہل بیت اور اولیاء صوفیا رضی اللہ عنہم کی خدمات کی معترف ہو اور ان کی تعلیمات کو دین کی روح سمجھتی ہو۔ سیاسی، جماعتی اور شخصی عقیدت کو اسلام کے اجتماعی مفاد اور محبت رسول کے تقاضوں پر فوقیت نہ دے۔ وطن عزیز پاکستان سے محبت کے جذبوں کی حامل ہو۔ استحصالی نظام سے نجات کے لئے نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ کے تحفظ کیلئے مصروف عمل رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حق وحقیقت کی تاریخی جدوجہد اللہ نے صرف اور صرف اہل سنت کے ہی حصہ میں رکھی ہے ہر دور میں یہ صدق وامانت کے نقیب رہے۔ ہر کفر ان کے سامنے لرزہ براندام رہا۔ مسلک حق اہلسنت وجماعت کو کئی امتیازات اور اعزازات حاصل ہیں تاریخ گواہ ہے اور زمانہ آگاہ ہے کہ حقیقی اسلام اور حقیقت اسلام کو خوشبو اہلسنت کے اکابرین ہی پھیلاتے رہے۔ پاک وطن ہمارے ہی اسلاف کی دعاؤں اور وفاؤں کا عملی مظہر ہے وطن عزیز میں ملکی گروہ کلاشنکوفیں اٹھاتے اور دین کے نام پر ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے رہے۔ مگر ہم ہر دور میں اخوت کے پھول بانٹتے اور اتحاد یکجہتی کا درس دیتے رہے اس میں کوئی شک نہیں کہ جب اسلام کا مرکزی سیاسی نظام کمزور ہوا تو اس کے مثالی معاشرتی نظام کو مسلمان معاشرے میں جاری اور زندہ رکھنے کا فرض صوفیاء کی خانقاہوں اور تربیت گاہوں نے سرانجام دیا حضرت حسن بصری سے لے کر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت بہاؤالدین نقشبندی سے لے کر حضرت شہاب الدین سہروردی اور سیدنا حضور غوث اعظم سے لے کر پیر سید حضرت جماعت علی شاہ شہنشاہ لاثانی اور پیر سید علی حسین شاہ المعروف حضور نقش لاثانی سرکار تک صوفیاء و صلحاء کی ایک روشن کہکشاں ہے جس کا ہر ستارہ بجائے خود نور کا مینارہ ہے آج عقائد و اعمال اور اسلامی اقدار و اخلاق کی جو بھی بہار نظر آتی ہے اسے شگفتہ و شاداب رکھنے میں ان اللہ والوں کا مرکزی کردار ہے ان عظیم ہستیوں کے مقدس مشن کے فروغ نظریہ پاکستان کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے

مایوسیوں اور ناامیدیوں کے اس زوال پذیر دور اور قحط وفا میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی فکری اور روحانی مشن کے نقیب حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے اس پرفتن اور پرآشوب دور میں غلبہ دین حق کی بحالی اور احیائے دین کی عظیم تحریک شیران اسلام کی بنیاد مورخہ 21 جولائی 2001ء بروز جمعۃ المبارک بمقام جامع مسجد خاتون جنت نقش لاثانی نگر تحصیل شکرگڑھ ضلع نارووال رکھ کر جاگو شیران اسلام، اٹھو شیران اسلام کا علم بلند کیا تاسیسی اجلاس کے موقع پر چند ایسی شخصیات شریک تھیں جو نہ صرف اسلام اور پاکستان سے بے پناہ محبت رکھتی تھیں بلکہ خوف خدا اور عشق رسول سے اتنا سرشار تھیں کہ آج الحمد واللہ یہ تنظیم ایک بہت بڑی تحریک کی صورت میں ملک بھر بشمول آزاد کشمیر میں رات دن مصروف عمل ہے دیگر تنظیمی علمی فکری اور نظریاتی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ماہنامہ 'مجلۃ الحقیقہ' کی مسلسل اشاعت اور نقش لاثانی اسلامک یونیورسٹی کی تعمیر کا کام جدید طرز پر شروع ہے اس تاسیسی اجلاس میں نمایاں شخصیات شجاعت علی مجاہد، انجینئر صدیق ضیاء، ڈاکٹر محمد یٰسین سمیت تقریباً ایک سو سے زائد شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات شامل تھیں۔

شیران اسلام سے

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ کا منظوم پیغام﴾

ذکر خدا پھیلاؤ شیرو گیت نبی کے گاؤ شیرو
لو مولا سے لگاؤ شیرو اپنا یار مناؤ شیرو
عشق کی شمع جلاؤ شیرو بخت اپنا چمکاؤ شیرو
شرک کی آگ بجھاؤ شیرو کفر کا نام مٹاؤ شیرو
پرچم حق لہراؤ شیرو باطل پہ چھا جاؤ شیرو
موت سے مت گھبراؤ شیرو اٹھو جان لڑاؤ شیرو
کفر کو مار بھگاؤ شیرو دین کی بات بتاؤ شیرو
قوم کو ہوش میں لاؤ شیرو خون اس کا گرماؤ شیرو

جاگو اور جگاؤ شیرو
اٹھو اور اٹھاؤ شیرو

تم بندے ہو ایک خدا کے پروانے ہو شمع ہدیٰ کے
گنجینے ہو صبر و رضا کے آئینے آئین وفا کے
حامی اہل صدق و صفا کے ماحی ہو تم جور و جفا کے
نعرۂ تکبیر لگا کے نام نبی کی دھوم مچا کے
گرجو اب میدان میں آ کے رکھ دو کفر کا قصر ہلا کے
موڑ دو رخ طوفان بلا کے توڑ دو خیبر مکر و ریا کے
دم لو اک اک ظلم مٹا کے ہر پتھر رستے سے ہٹا کے
قوم کی ہر گتھی سلجھا کے طیبہ میں پھر جاؤ شیرو

جاگو اور جگاؤ شیرو
اٹھو اور اٹھاؤ شیرو

مقصود رحمان تمہیں ہو آقا کا احسان تمہیں ہو
پیغام قرآن تمہیں ہو تفسیر ایمان تمہیں ہو
علم تمہیں عرفان تمہیں ہو صدق تمہیں ایقان تمہیں ہو
رحمت کا سامان تمہیں ہو شفقت کا ایوان تمہیں ہو
امیدوں کی جان تمہیں ہو ارمانوں کی کان تمہیں ہو
ضامن امن و امان تمہیں ہو دین کی عزت و آن تمہیں ہو
رنگ رخ امکان تمہیں ہو ہستی کی برہان تمہیں ہو
مرشد کا فیضان تمہیں ہو شیخ کا حکم سناؤ شیرو
جاگو اور جگاؤ شیرو
اٹھو اور اٹھا دُ شیرو
جاگو شیران، اٹھو شیران اسلام

پروفیسر محمد حسین آسی علیہ رحمۃ

آپ نے جذبہ خدمتِ اسلام کے تحت شیرانِ اسلام کے نام سے ایک تنظیم تشکیل دی۔ پروفیسر صاحب نے کمال درد کیساتھ نوجوانوں کو اُنکی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ عوام کی اصلاح کیلئے آپ نے الحقیقہ کے نام سے ایک ماہنامہ کا اجراء کیا، علمی حلقوں میں جسکو بہت پذیرائی ملی۔ آپکے وصال کے بعد تا حال وہ ماہنامہ دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ آپ نے بہت سے قیمتی افراد بھی تیار کئے جو تحریری، تقریری اور تنظیمی محاذوں پر کام کر رہے ہیں۔ نقشِ لاثانی اسلامک یونیورسٹی کی بنیاد آپ کی علم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ موجودہ دور کے بگڑتے حالات میں نوجوانوں پہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ شیرانِ اسلام کے پلیٹ فارم سے بدمذہبوں کی سرکوبی کر کے ملک سے دہشت گردی کا خاتمہ کرنے میں اہلِ حق کی رہنمائی کا کماحقہٗ کردار ادا کریں۔ مزید برآں شیرانِ اسلام کے جملہ عہدیداران سے اُمید ہے کہ قبلہ پروفیسر محمد حسین آسی علیہ رحمۃ کے جذبہء غلامیء نبوت ﷺ اور حب و غمخواریء ملک وملت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے باغیچہء نوجوانانِ امت کی سیرابی میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل پروفیسر محترم کی جاری کردہ اس تنظیم کو بے حساب برکتیں عطا فرمائے۔

دُعا گو: صاحبزادہ رضاء المصطفےٰ نقشبندی

صدر۔ تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ محاذ، مہتمم۔ جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ، لاہور

ترانہ شیران اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے فرزندان توحید لے کر اپنے رب کا نام
اے جانبازان سرکار پی کر عشق نبی کا جام
پھیلا دو دنیا میں نور توڑ کے سب ظلمات کے دام
دین خدا کی تم پہچان ، ختم الرسل کا تم پیغام
جاگو شیران اسلام ، اٹھو شیران اسلام

واہ تمہارا جاہ و جلال ، واہ تمہارا عز و وقار
دریا ہوجائیں پایاب ، ساحل بن جائیں منجدھار
چوٹیاں ہوجائیں پابوس ، گھاٹیاں ہوجائیں ہموار
گرجو تو ازراہ خوف باطل لرزہ براندام
جاگو شیران اسلام ، اٹھو شیران اسلام

تم ہو حیدر کی للکار ، تم ہو خالد کی تلوار
تم پہ بنی آدم کو ناز ، تم ہو قدرت کا شہکار
تم ہو ہستی کی برہان ، دنیا کا بخت بیدار
چمکا دو نورِ توحید ، توڑ دو نفرت کے اصنام
جاگو شیران اسلام ، اٹھو شیران اسلام

تم ہو عظمت کا مینار ، تم ہو رحمت کی برسات
تم ہو امن و اماں کی جان ، تم سے کون و مکاں کی بات
دنیا ہے اب پھر تاریک، بگڑے ہیں اب پھر حالات
ہر جانب شورِ آفات ، ہر جانب جوش آلام
جاگو شیران اسلام ، اٹھو شیران اسلام

ظلم و ستم سے ہیں سر شار امریکہ و اسرائیل
روشن ہے نار نمرود ، زندہ کرو تم رسم خلیل

ساتھ تمہارے سرور دیں ، سر پہ تمہارے رب جلیل
دنیا میں ستانا کیا ، خلد میں کر لینا آرام
جاگو شیران اسلام ، اٹھو شیران اسلام

تم اٹھو تو سب دنیا ، عدل و کرم سے ہو معمور
تم جاگو تو آجائے سارے جہاں میں صبح نور
تم ساقی ہو عالم کو کر دو عشق نبی میں چور
دشت و جبل میں پھر گونجے سچے پاک خدا کا نام
جاگو شیران اسلام ، اٹھو شیران اسلام

دنیا کو آزادی کا دینا ہے پیغام تمہیں
گرتے ہوئے انسانوں کو لینا ہے اب تھام تمہیں
آسی دہشت گردوں سے لڑنا ہے صبح و شام تمہیں
فیض محبت کرنا ہے نقش لاثانی کا عام
جاگو شیران اسلام ، اٹھو شیران اسلام

......☆☆☆☆......

اے عشق لگا نعرہ اللہ نبی وارث
اے شوق دکھا جلوہ اللہ نبی وارث
گھنگور گھٹاؤں میں پرشور ہواؤں میں
ایمان پکار اٹھا اللہ نبی وارث
نمرود کی آتش سے فرعون کی سازش سے
مومن ہو تو کیا ڈرنا اللہ نبی وارث
مرشد کے اشارے سے آسی بھی کفن باندھے
میدان میں در آیا اللہ نبی وارث

شیران اسلام

(نازشِ اہلسنت حضرت علامہ غلام مصطفیٰ مجددی)

دہر میں پھیلی کفر کی صر صر — دھندلائے اُمید کے منظر
اٹھا عشق کا پرچم لے کر — شیران اسلام کا لشکر
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

سر پہ زلفِ نبی کے سائے — دامن میں حق کے سرمائے
کس میں دم ہے سامنے آئے — گرجے جب اسلام کے پیکر
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

اُبھرے چاند ستارے بن کے — نکلے شوق کے دھارے بن کے
چمکے خوب نظارے بن کے — پاک وطن کے پاک دلاور
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

گستاخوں سے جنگ کریں گے — شیطانوں کو دنگ کریں گے
ظلم کا حلقہ تنگ کریں گے — یہ خالد کے جوش کے مظہر
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

ان کے دل میں نام خدا کا — ان کے ہاتھ میں جام رضا کا
ان کا کام ہے کام وفا کا — یہ توحید کے سر کا جھومر
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

یہ غوث بغداد کے پیارے — شیخ مجدد کے شہپارے
شاہ لاثانی کے تارے — نقش لاثانی کے گوہر
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

سب چاکر مختار نبی کے — سب عاجز ، غمخوار نبی کے
سب ہیں غلام زار نبی کے — سب مرتے ہیں ان کے در پر
نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

تمہیں احساس ہے؟............ (حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ)

ہر طرف وحشت کا طوفاں ہے تمہیں احساس ہے؟
انس سے محروم انساں ہے تمہیں احساس ہے؟
شاخ گل پہ بیٹھ کر اے چہچہاتی بلبلو
برق کی زد میں گلستاں ہے تمہیں احساس ہے؟
اے طبیبان جہاں ، اے غمگساران بشر
ڈوبنے کو نبض دوراں ہے تمہیں احساس ہے؟
اے نگہداران ملت ، پاسبانانِ وطن
کس خطر میں نقد ایماں ہے تمہیں احساس ہے؟
بستی بستی دشت وحشت سے ہوا سہمی ہوئی
ہر سحر، شام غریباں ہے تمہیں احساس ہے؟
آہ! اس بازار گیتی میں ہوئی ہر شے گراں
ہے تو خون مسلم ارزاں ہے تمہیں احساس ہے؟
نوجوانان وطن کے دامن کردار میں
فکر تیرہ ، عقل ویراں ہے تمہیں احساس ہے؟
جعفر و صادق کی چیرہ دستیاں ہیں اوج پر
اور وفا تنہا ہے پریشاں ہے تمہیں احساس ہے؟
خطہ کشمیر و بوسینیا میں ارض ہند میں
زندگانی حشر عنواں ہے تمہیں احساس ہے؟
طارق و محمود کے بیٹوں کی ایسی بے حسی
کفر خود بھی اس پہ حیراں ہے تمہیں احساس ہے؟
سید لولاک کے گستاخ کو امن و اماں
تخت پہ ابلیس محوِ رقصاں ہے تمہیں احساس ہے؟
نقشِ لاثانی کا یہ آتی بے بال و پر
آج کیوں گریہ و نالاں ہے تمہیں احساس ہے؟

Monthly **AL-HAQIQA** March 2011
Reg.No. C.P.L.169

فداک یارسول اللہ

یارسول ہاشمی ظلم سے نجات ہو نبی ﷺ امن و آشتی امن کی خیرات دو

گیارہواں

یوم تاسیس

13 مارچ 2011ء بروز اتوار دن 9 بجے تا نماز ظہر

بمقام نقش لاثانی اسلامک یونیورسٹی نقش لاثانی نگر شکرگڑھ، ضلع نارووال

شیران اسلام پاکستان

0300-7765311, 0300-7771715, 0300-7123402
www.sip.org.pk